REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۱   شمارہ ۴۲

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹرز:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرحِ چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان ـ ۱۴۳۵۱۶

۱۸ ربیع الثانی ۱۴۱۳ ہجری   ۱۵ اخاء ۱۳۷۱ ہش   ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۲ء

اخبارِ احمدیہ

بفضلہٖ تعالیٰ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔

احبابِ کرام پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر رہے اور روح القدس سے آپ کی تائید و نصرت فرمائے۔ آمین

تمہارا خدا تمہاری تدابیر کا شہتیر ہے اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں چھت پر قائم رہ سکتی ہیں؟

اگر تم اس سے مدد نہیں مانگو گے اور اس سے طاقت مانگنا اپنا اصول نہیں ٹھہراؤ گے تو تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو گی!

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"میں تمہیں حدِ اعتدال تک رعایتِ اسباب سے منع نہیں کرتا بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اس خدا کو فراموش کر دو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے۔ اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آ جائے کہ خدا ہی خدا ہے اور سب ہیچ ہے۔ تم نہ ہاتھ لمبا کر سکتے ہو اور نہ اکٹھا کر سکتے ہو مگر اس کے اذن سے۔ ایک مُردہ اس پر ہنسی کرے گا۔ مگر کاش اگر وہ مر جاتا تو اس ہنسی سے اس کے لئے بہتر ہوتا۔ میں تمہیں دنیا کے کسب اور حرفت سے نہیں روکتا۔ مگر تم ان لوگوں کے پیرومت بنو جنہوں نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے۔ چاہیئے کہ تمہارے ہر ایک کام میں، خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا، خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے۔ ہر ایک کام کے وقت ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے۔ اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما۔ تب روح القدس تمہاری مدد کرے گی۔ اور غیب سے تمہارے لئے کوئی راہ کھولی جائے گی۔ اپنی جانوں پر رحم کرو۔ اور جو لوگ خدا سے بکلی علاقہ توڑ چکے ہیں اور ہمہ تن اسباب پر گر گئے ہیں یہاں تک کہ طاقت مانگنے کے لئے وہ منہ سے انشاء اللہ نہیں نکالتے ان کے پیرومت بن جاؤ۔ خدا تمہاری آنکھیں کھولے تا تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تدابیر کا شہتیر ہے۔ اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں چھت پر قائم رہ سکتی ہیں۔ نہیں بلکہ یکدفعہ گر جائیں گی اور احتمال ہے کہ ان سے کئی خون بھی ہو جائیں۔ اسی طرح تمہاری تدابیر بغیر خدا کی مدد کے قائم نہیں رہ سکتیں۔ اگر تم اس سے مدد نہیں مانگو گے اور اس سے طاقت مانگنا اپنا اصول نہیں ٹھہراؤ گے تو تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو گی آخر بڑی حسرت سے مرو گے۔ یہ مت خیال کرو کہ پھر دوسری قومیں کیونکر کامیاب ہو رہی ہیں۔ حالانکہ وہ اس خدا کو جانتی بھی نہیں جو تمہارا کامل اور قادر خدا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ وہ خدا کو چھوڑنے کی وجہ سے دنیا کے امتحان میں ڈالی گئی ہیں۔ خدا کا امتحان کبھی اس رنگ میں ہوتا ہے کہ جو شخص اسے چھوڑتا ہے اور دنیا کی مستیوں اور لذتوں سے دل لگاتا ہے اور دنیا کی دولتوں کا خواہشمند ہوتا ہے تو دنیا کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہیں اور دین کی رو سے وہ بڑا مفلس اور ننگا ہوتا ہے۔ اور آخر دنیا کے خیالات میں ہی مرتا اور ابدی جہنم میں ڈالا جاتا ہے۔ اور کبھی اس رنگ میں بھی امتحان ہوتا ہے کہ دنیا سے بھی نامراد رکھا جاتا ہے۔ مگر یہ مؤخر الذکر امتحان ایسا خطرناک نہیں جیسا کہ پہلا۔ کیونکہ پہلے امتحان والا زیادہ مغرور ہوتا ہے۔ بہرحال یہ دونوں فریق مغضوب علیہم ہیں۔ سچی خوشحالی کا سرچشمہ خدا ہے۔ پس جبکہ اس حیّ و قیوم خدا سے یہ لوگ بے خبر ہیں بلکہ لاپرواہ ہیں اور اس سے منہ پھیر رہے ہیں تو سچی خوشحالی ان کو کہاں نصیب ہو سکتی ہے۔ مبارک ہو وہ انسان کو جو اس راز کو سمجھ لے۔ اور ہلاک ہو گیا وہ شخص جس نے اس راز کو نہیں سمجھا۔"

(کشتی نوح صفحہ ۴۷ مطبوعہ سنہ ۱۹۰۲ء)

"غرض دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مشتِ خاک کو کیمیا کر دیتی ہے۔ اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ اس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے۔ اور پانی کی طرح بہہ کر آستانہ حضرت احدیت پر گرتی ہے۔ وہ خدا کے حضور میں کھڑی بھی رہتی ہے اور رکوع بھی کرتی ہے اور سجدہ بھی کرتی ہے۔ اور اسی کی ظل وہ نماز ہے جو اسلام نے سکھائی ہے۔ اور روح کا کھڑا ہونا یہ ہے کہ وہ خدا کے لئے ہر ایک مصیبت کی برداشت اور حکم کے ماننے کے بارے میں مستعدی ظاہر کرتی ہے اور اس کا رکوع یعنے جھکنا یہ ہے کہ وہ تمام محبتوں اور تعلقوں کو چھوڑ کر خدا کی طرف جھک جاتی ہے۔ اور خدا کے لئے ہو جاتی ہے۔ اور اس کا سجدہ یہ ہے کہ وہ خدا کے آستانہ پر گر کر اپنے تئیں بکلی کھو دیتی ہے۔ اور اپنے نقشِ وجود کو مٹا دیتی ہے۔ یہی نماز ہے جو خدا کو ملاتی ہے۔ اور شریعتِ اسلامیہ میں اس کی تصویر معمولی نماز میں کھینچ کر دکھلائی ہے تا وہ جسمانی نماز روحانی نماز کی طرف محرک ہو۔"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۸ - ۲ نومبر ۱۹۰۴ء)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر۔ نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۵ ماہ اخاء ۱۳۷۱ ہش

چُناؤ اور شراب

ستمبر کے پہلے ہفتہ میں پنجاب کی میونسپلٹیوں میں چُناؤ ہوئے جو کہ خوشی کی بات ہے۔ میونسپلٹی کے ممبران کا چناؤ ہونے کے بعد ہر شہر میں اُمید کی لہر دَوڑ گئی ہے۔ عوام اُمید رکھتے ہیں کہ ان کے شہر کی سڑکیں درست ہوں گی۔ جگہ جگہ لگے گندگی کے ڈھیر اُٹھ جائیں گے اور گلیوں میں رات کے وقت روشنی کا انتظام بھی ہوگا۔ ساکنینِ شہر نے بڑی اُمیدوں اور کوششوں سے ایسے اشخاص کو چُننے کی کوشش کی ہے جو اُن کی مشکلات اور تکالیف کا مداوا کریں گے اور ان کے لئے ایک راہ کھل گئی ہے۔ جس کے ذریعہ اپنی تکلیف دُور کر سکیں گے۔ پس جو لوگ اپنے حلقہ جات میں کامیاب ہوئے ہیں وہ قابلِ مبارکباد ہیں۔ چناؤ کے لئے کھڑے ہونے والے افراد نے جیتنے کے لئے کوششیں کیں۔ اور اپنے حلقہ کے ووٹران سے کئی وعدے بھی کئے۔ ان کوششوں میں عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کئے گئے۔ اور حصولِ ووٹ کی خاطر فلاحی کاموں کے لئے جائدادیں اور سرمایہ بھی خرچ کیا لیکن ایک ایسا پہلو بھی سامنے آیا ہے جو ہر سچے خیر خواہ اور محبِّ وطن کے لئے یقیناً تکلیف اور دُکھ کا باعث ہوگا۔ نہیں معلوم ایسا کرنے کے نتیجہ میں کسی کو کچھ خوشی اور سکھ بھی نصیب ہُوا کہ نہیں۔ ایک خبر کے مطابق "صنعتی شہر بٹالہ کے میونسپلٹی انتخابات کے آخری دس دنوں میں امیدواروں کے کم از کم ۲۳ لاکھ روپے سے زیادہ ووٹران نے شراب میں اڑائے۔ ۲۳ وارڈوں کے چناؤ امیدواروں نے ان انتظامات کے آخری ۱۰ دنوں میں ۲۳ لاکھ روپے کی دیسی۔ انگریزی شراب دِل کھول کر ووٹران میں تقسیم کی۔ مبینہ اطلاعات کے مطابق بیشتر چناؤ دفاتر میں تو سرکاری ٹھیکوں کی اور دیہات سے حاصل کی گئی ناجائز شراب کے سیلاب بہا دیئے گئے۔ کیونکہ لگ بھگ سبھی چناؤ امیدوار زیادہ سے زیادہ مقدار میں شراب ووٹران کو دستیاب کرنا ہی اپنا ووٹ بنک سمجھتے تھے۔ چرچا ہے کہ جہاں یہ چناؤ شراب کے ٹھیکیداروں کے لئے زیادہ تر ڈبل کیٹ و ملاوٹی شراب اُمیدواروں کو سپلائی کر کے وردان ثابت ہوئے ہیں وہاں وارڈ نمبر ۱۸ کے ایک گھر کا چراغ بھی شراب پینے سے بُجھ گیا۔ موصولہ جانکاری کے مطابق بٹالہ نگر پالیکا کے ۲۳ وارڈوں کے اُمیدواروں کے کم سے کم ایک کروڑ روپے ان انتخابات میں ضائع ہُوئے"۔

(ہند سماچار جالندھر ۱۴ ستمبر ۱۹۹۲ء)

اگر بقیہ میونسپل کمیٹیوں کے چناؤ میں بھی اسی طرح کروڑوں روپے ضائع کر کے انتخاب لڑے گئے ہیں تو یقیناً یہ ایسا نقصان ہے جس سے قوم کے خیر خواہ طبقہ کو صدمہ ہُوا ہے۔ اس خطیر رقم سے قوم کے کئی غریب پیٹ بھر سکتے تھے۔ یا اَن پڑھ علم کے چراغ سے منوّر ہو سکتے تھے۔ کئی افراد کو روزی بہتر ہو سکتی تھی۔ یا ہُنر سکھایا جا سکتا تھا۔ ہمارے کتنے ہی ایسے ضروری فلاحی کام ہیں جو لاکھوں کروڑوں بلکہ اربوں روپے کا تقاضا کرتے ہیں۔ انتخابات میں اس قدر روپیہ بے دریغ ضائع کر کے جیتنے والوں کے متعلق دیکھنا ہے کہ کیا وہ رشوت خوری اور دیگر ناجائز ذرائع سے یہ رقم وصول کرتے ہیں یا بے لوث خدمتِ خلق کے ذریعہ آئندہ کے لئے عوام کے دِلوں میں جگہ پیدا کرتے ہیں۔

قرآن کریم نے جمہوری حکومت کا جو نقشہ دُنیا کے سامنے پیش کیا ہے اس کے مطابق حکومت ایک قومی امانت ہے۔ اور یہ اُسی کے سپرد کی جانی چاہیئے جو اس امانت میں خیانت کرنے والا نہ ہو۔ بلکہ دیانت کے تمام تقاضوں کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اسے نبھانے کی کوشش کرے۔ اس لحاظ سے عوام کا یہ فرض ہے کہ وہ از خود نمائندگانِ حکومت کا انتخاب کریں نہ کہ نمائندگانِ حکومت انہیں منتخب کرنے کے لئے مجبور کریں۔ اس سنہری تعلیم کی روشنی میں جہاں انتخاب کے وقت ناجائز طور پر ووٹوں کے حاصل کرنے کا سلسلہ ختم ہو سکتا ہے وہاں کئی ایسے نقصان دِہ اُمور جن میں شراب جیسی لعنت بھی شامل ہے کا خاتمہ بھی ہوگا جو ووٹران کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی خاطر کئے جاتے ہیں۔ دُوسری طرف قرآنِ مجید نے اُن افراد کو جنہیں قوم کی فلاح و بہبود کی خاطر منتخب کیا جاتا ہے یہ تعلیم دی ہے کہ جب وہ حکومت کی کُرسی پر بیٹھیں تو وہ کرسیٔ اقتدار کے نشہ میں چُور نہ ہو کر عدل و انصاف کے تقاضوں کو پُورا کرنے والے ہوں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھْلِھَا ۙ وَ اِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ۝ (النساء: ۵۹)

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

تری بے حساب بخشش کی گلی گلی ندا دُوں!

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا منظوم کلام جو ۳۱ جولائی ۱۹۹۲ء کو جلسہ سالانہ یُو۔کے۔ کے افتتاحی اجلاس میں پڑھا گیا۔

جو اجازت ہو تو عاشق درِ یار تک تو پہنچے
یہ ذرا سی اِک نگارش ہے۔ نگار تک تو پہنچے

دِلِ بے قرار قابُو سے نکل چُکا ہے۔ یا ربّ
یہ نگاہ رکھ کہ پاگل سرِ دار تک تو پہنچے

جو گلاب کے کٹوروں میں شرابِ ناب بھر دے
وہ نسیم آہ۔ پھُولوں کے نکھار تک تو پہنچے

کچھ عَجَب نہیں کہ کانٹوں کو بھی پھُول پھل عطا ہوں
مِری چاہ کی حلاوت رگِ خار تک تو پہنچے

یہ محبّتوں کا لشکر ہے جو کرے گا فتحِ خیبر
ذرا تیرے بُغض و نفرت کے حِصار تک تو پہنچے

مُجھے تیری ہی قسم ہے کہ دوبارہ جی اُٹھوں گا
ترا نفخِ رُوح میرے دلِ زار تک تو پہنچے

جو نہیں شمار اُن میں تو غُراب پر شکستہ
ترے پاک صاف بگلوں کی قطار تک تو پہنچے

تری بے حساب بخشش کی گلی گلی ندا دُوں
یہ نوید تیرے چاکر گنہگار تک تو پہنچے

یہ شجر خزاں رسیدہ ہے مجھے عزیز یا ربّ
یہ اِک اَور وصلِ تازہ کی بہار تک تو پہنچے

جنہیں اپنی حبلِ جاں میں نہ مِلا سُراغ تیرا
وہ خُود اپنی ہی اَنا کے بُتِ ناز تک تو پہنچے

کِسے فکرِ عاقبت ہے۔ انہیں بس یہی بہت ہے
کہ رہینِ مرگ 'داتا' کے مزار تک تو پہنچے

ہے عوام کے گناہوں کا بھی بوجھ اس پہ بھاری
یہ خبر کسی طریقے سے حِمار تک تو پہنچے

یہ خبر ہے گرم یا ربّ کہ سوار خواہد آمد
کروں نقدِ جاں نچھاور۔ مِرے دار تک تو پہنچے

وہ جوانِ برق پا ہے۔ وہ جمیل و دِلربا ہے
مِرا نالہ اس کے قدموں کے غُبار تک تو پہنچے

خطبہ جمعہ

اپنے معاملات آنحضور ﷺ میں پیش کرتے ہوئے صحابہ واضح جھوٹ تو درکنار ادنیٰ سی زبانی ذریعہ سے بھی غیر کا حق لینے سے اجتناب کیا کرتے تھے

جس نے جھوٹ کو معبود بنا لیا وہ اس بات میں جھوٹا ہے کہ انجام کار وہ اس کے کام آئیگا جھوٹ کا بت ہمیشہ دغا دیگا

جھوٹ سے چھٹکارا اور اسلامی اخلاق حسنہ اپنانے کے متعلق نہایت حکیمانہ انداز میں پُر اثر نصائح

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۱ ظہور (اگست) ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر جمعہ بابرکت ہوتا ہے لیکن یہ جمعہ جو آج کا جمعہ ہے جماعت احمدیہ عالمگیر کے لئے بطور خاص بہت برکتیں لے کر آیا ہے کیونکہ

یہ وہ پہلا جمعہ ہے جو اس وقت دنیا کے چار براعظموں میں براہ راست دیکھا اور سنا جا رہا ہے۔ *

پاکستان میں جماعتیں بڑی دیر سے محرومی کی شکایت کرتی تھیں کہ خطبات کو براہ راست سننے سے محروم ہو چکی ہیں ایک شخص نے شعروں میں اپنے دل کی حکایت بیان کی تھی کہ کبھی ہم آمنے سامنے بیٹھ کر جمعہ میں شامل ہوا کرتے تھے اور خطبہ سنا کرتے تھے اب کیسٹوں کے سہارے آواز پہنچتی ہے تو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ جماعت کی اس گریہ وزاری کو سن لیا اور اس وقت پاکستان میں ہزارہا لوگ جن کی تعداد ہو سکتا ہے کہ ایک لاکھ کے لگ بھگ ہو براہ راست مجھے دیکھ بھی رہے ہیں اور میری آواز بھی سن رہے ہیں اس طرح ان کی ایک دیرینہ پیاس اللہ تعالیٰ نے بجھادی اور انہی کی دعاؤں کی برکت ہے اور انہی کا فیض ہے جو آج اس وقت جاپان میں بھی یہ خطبہ سنا جا رہا ہے سڈنی (آسٹریلیا) میں بھی اور افریقہ کے مختلف ممالک میں بھی اور اسی طرح بنگلہ دیش میں انڈونیشیا میں SOLOMON ISLAND تک بھی یہ تصویر پہنچ رہی ہے اور آواز جارہی ہے لیکن غالباً ابھی وہاں مناسب ڈش لگوانے کا انتظام نہیں ہو سکا لیکن جوں جوں یہ بات پھیلتی چلی جائے گی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دنیا کے مختلف ممالک میں جماعتوں میں بھی براہ راست خطبہ سننے کا شوق بڑھتا جائے گا اور ذرائع مہیا ہوتے چلے جائیں گے اور انفرادی طور پر بھی انشاء اللہ تعالیٰ کثرت کے ساتھ وہ خواتین اور بچے جو جمعہ پر نہیں جا سکتے اور وہ مرد بھی جن کے ہاں جمعہ کا وقت نہیں ہوگا گھر میں بیٹھ کر خطبات سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

پاکستان میں اس وقت پانچ بجکر پینتالیس منٹ کے قریب ہوں گے کیونکہ ۴ گھنٹے کا فرق ہے ہندوستان میں چھ بجے ہوں گے بنگلہ دیش میں ساڑھے چھ اور انڈونیشیا میں ساڑھے سات اور جاپان میں رات کے ساڑھے نو اور آسٹریلیا میں ساڑھے دس اور SOLOMON ISLAND میں ساڑھے گیارہ۔ افریقہ میں مختلف وقت ہیں اس وقت گیمبیا اور مغربی افریقہ ہم سے ایک گھنٹہ پیچھے ہیں ویسے تو دونوں کا ایک ہی وقت ہے لیکن چونکہ یہاں گرمیوں میں وقت آگے بڑھا دیا جاتا ہے اس لئے وہاں اس وقت دن کے پونے ایک کا وقت ہوگا اور مشرقی افریقہ تین گھنٹے آگے ہے جس کا مطلب ہے کہ وہاں پونے پانچ کا وقت ہوگا تو مختلف وقت ہیں لیکن خطبہ ایک ہی ہے آواز ایک ہے تصویر ایک ہے اور اللہ تعالیٰ نے کل عالم میں یہ عجیب انتظام مہیا فرما دئے ہیں۔

مولویوں کو پاکستان میں میں نے یہ نصیحت کی تھی کہ احمدیت کے رستے روک کر تمہیں نقصان ہوگا اور خطبات میں خوب کھول کر بیان کیا تھا کہ تم ایک رستہ روکو گے تو خدا بیسیوں رستے کھول دیگا۔ اور اگر زمینی راہیں بند کرو گے تو آسمان سے اس کثرت سے فضل نازل ہونگے کہ تم کسی زور، کسی بس، کسی طاقت سے ان کی راہ میں حائل نہیں ہو سکو گے۔ اس لئے بیکار کی کوشش ہے کیوں اپنا وقت ضائع کرتے ہو اپنا پیسہ ضائع کرتے ہو خدا کا غضب کماتے ہو اور فائدہ کچھ بھی نہیں مجھے یاد ہے کہ میں نے اُن سے کہا تھا کہ جب آسمان سے جماعت پر فضلوں کی بارشیں نازل ہونگی تو کیا تمہاری چھتریاں اور سائبان ان بارشوں کو روک سکیں گے وہ رحمتوں کے بادل جو افق تا افق پھیلے ہوں اور وہ رحمتوں کے بادل جو آج چار براعظموں تک پھیل چکے ہیں اور خدا کے فضلوں کی بارشیں برسا رہے ہیں کہاں ہے دنیا کا وہ مولوی جو اس کی راہ میں حائل ہو سکے۔ کون سی اُن کی چھتریاں ہیں کون سے ان کے سائبان ہیں جو خدا کے ان فضلوں کو روک سکتے ہوں۔ اب تو یہ حکایت عام ہو رہی ہے۔ اب تو ان کے لئے یہی ہے کہ

ع تو سنتا جا تو شرماتا جا

تمہاری کوششوں نے برعکس نتیجے پیدا کئے ہیں اور ایسے برعکس نتیجے کہ ہمارے تصور میں بھی نہیں تھے۔ اس لئے اپنی طرف سے تو میں نے تمہیں یہی نصیحت کی تھی کہ رک جاؤ مگر اب میں سوچتا ہوں کہ وہ رک جاتے تو پھر۔ اللہ کا فضل ہوا وہ نہیں رکے جو کچھ تمہارا زور ہے کرتے چلے جاؤ جتنی طاقت ہے جتنی بساط ہے جس طرح قرآن کریم نے شیطان کو یہ چیلنج دیا تھا کہ اپنا لشکر دوڑا لاؤ۔ اپنے گھوڑے چڑھا لاؤ لیکن میرے بندوں پر تمہیں غلبہ نصیب نہیں ہوگا ہم خدا کے بندے ہیں تمہیں ہرگز ہم پر غلبہ نصیب نہیں ہوگا جو طاقتیں ہیں بروئے کار لاؤ۔ خدا کی قسم! تمہیں کبھی غلبہ نصیب نہیں ہوگا کیونکہ خدا کے بندوں پر غیر اللہ کو غلبہ نصیب ہونا ممکن ہی نہیں۔ ان کے مقدر کی بات نہیں ہے۔

پس آج اس خطبہ میں سب سے پہلے تو میں پاکستان کے اپنے بھائیوں بہنوں اور بچوں کو

اپنی طرف سے اور تمام حاضرین جمعہ کی طرف سے نہایت محبت بھرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ

پہنچاتا ہوں اور دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں پھر ہندوستان میں جو سننے والے ہیں ان کو بھی بنگلہ دیش میں بھی انڈونیشیا میں بھی اور جاپان میں بھی اور آسٹریلیا میں بھی اور افریقہ کے مختلف ممالک میں بھی جو لوگ اس وقت اس خطبہ میں آواز اور تصویر کے ذریعہ حاضر ہیں ان سب کو میری طرف سے اور تمام حاضرین جمعہ کی طرف سے نہایت محبت بھرا اسلام اور دعاؤں کے تحفے جو ہم آپ کے حضور پیش کرتے ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ چوہدری محمد علی صاحب کی ایک نظم الفضل میں

چھپی تھی اس کا ایک شعر نام لئے بغیر دراصل مجھے ذہن میں رکھ کر کہا گیا تھا اور وہ بات کھلی کھلی ظاہر و باہر تھی وہ شعر تھا کہ ؎

کبھی تو اس سے ملاقات ہوگی جلسے پر ؏ کبھی تو آئیگا وہ وصل کے مہینوں میں

میں اُن کو بتاتا ہوں کہ اب تو ہر ہفتے جلسے ہوا کریں گے اور وصل کے مہینوں کا انتظار نہیں وصل کے ہفتوں کا انتظار ہے جو اب جاری ہو گیا اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ بند نہیں ہوگا اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ یہ بات پھیلتے پھیلتے اب امریکہ تک بھی جا پہنچے گی اور کینیڈا تک بھی اور کل عالم پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز محیط ہو جائے گی اور خدا تعالیٰ کا یہ کلام بڑی شان کے ساتھ پورا ہوگا۔ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ادنیٰ غلام کو یہ توفیق ملی ہے آئندہ آنے والے بھی اسی الہام کی برکت سے براہ راست تمام دنیا کو مخاطب ہوا کریں گے اور زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سنی جائے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ اس کے احسانات ہیں اتنے کہ ہم ان کو گن نہیں سکتے، اتنے کہ ساری زندگیاں بھی خدا کے حضور قربان کر دیں تو ان کے شکر ادا نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شکر گزار بندے بنائے اور ناشکرانہ بنائے کیونکہ اگر ہم شکر گزار بندے بن جائیں تو جو احسان ہم گن نہیں سکتے ان میں سے ہر احسان پھر نشو و نما پائے گا ہر احسان کو پھر بکثرت پھل لگیں گے اور اللہ تعالیٰ کے احسانوں کا سلسلہ لامتناہی ہو جائے گا پس شکر گزار بندوں کا یہ انعام مقدر ہے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کو عطا ہوا اور آپ کے فیض سے ہم سب تک پہنچا کہ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (سورہ ابراہیم: آیت ۸) اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور بڑھاؤں گا اور ضرور بڑھاؤں گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ امید ہے خدا کے جو فیض ہم پر نازل ہو رہے ہیں انہوں نے تو بڑھنا ہی بڑھنا ہے اور پھیلنا ہی پھیلنا ہے اور پھولنا ہے اور پھلنا ہے۔ تمام دنیا میں یہ بات پھیلتی چلی جائے گی اس لئے جماعت احمدیہ کو ان نئی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے جو خدا کے فضلوں کے نتیجہ میں ہم پر عائد ہوئی ہیں اپنی زندگیوں میں جہاں تک ممکن ہو روحانی انقلاب برپا کرنے چاہئیں یہی وجہ ہے کہ میں نے تبتّل الی اللہ کا مضمون بیان کرنا شروع کیا اور جماعت کو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ جب تک غیر اللہ سے کٹ کر خدا کے نہیں ہو جاتے یا غیر اللہ سے کٹنے کا سلسلہ شروع نہیں کر دیتے اس وقت تک ہمارے سارے کام حقیقت میں خدا نہیں بنائے گا کچھ کام ایسے ہوں گے جن میں ہم خدا کی بجائے دنیا کی طرف دیکھ رہے ہوں گے وہ کام تو خدا نہیں بنائے گا۔ خدا تو ہی کام بنایا کرتا ہے جن میں تمام تر توکل اور انحصار انسان خدا کی ذات پر ہی کرے۔

"تبتّل" کا یہ معنی ہے کہ دنیا سے اپنی اُمیدیں، اپنی حرصیں، اپنے خوف، اپنی سب طمعیں کاٹ لاؤ اور صرف خدا ہی پر توکل کرو، اسی کے ہو جاؤ اور پھر دیکھو کہ تمہارے سارے کام اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خود بنائے گا تمہارے سارے بوجھ اُٹھائے گا، تمہاری ساری مشکلات دور فرمائے گا تم خدا کے وہ نمائندہ بن جاؤ گے جن کا غالب آنا مقدر ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اس تقدیر کو ٹال نہیں سکے گی یہ وہ مضمون ہے جس کی تفصیلات میں جا کر

میں پچھلے دو خطبوں سے بیان کر رہا ہوں

کہ سب سے بڑا بت جو تبتّل کی راہ میں حائل ہوتا ہے یعنی دنیا سے کٹ کر خدا کا ہو جانے کی راہ میں جو بت حائل ہوتا ہے وہ جھوٹ کا بت ہے دنیا میں سب سے زیادہ عبادت جھوٹ کی ہو رہی ہے۔

وہ قومیں جو خدا کی قومیں کہلاتی ہیں وہ اہل مذاہب جو خدا پر ایمان رکھتے ہیں جن کے مذاہب کی بنیادیں الہام پر مبنی ہیں یعنی الہام کے ذریعہ وہ بنیادیں قائم ہوئیں ان مذاہب کے ماننے والوں کی بھاری اکثریت، اتنی بڑی بھاری اکثریت کہ بعض دفعہ یوں لگتا ہے کہ چراغ لے کر بھی ڈھونڈو تو اس اکثریت میں استثنا نہیں ملے گا، جھوٹ کی عبادت کرتی ہے۔ ان کا اوڑھنا بچھونا جھوٹ، ان کی اُمیدیں جھوٹ سے وابستہ ہیں اور وہ خوف میں نجات جھوٹ سے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہر بات میں جھوٹ کی طمع ہے جو اُن کا سہارا بنتی ہے تو اگر نام خدا کا لے رہے ہوں اور سجدے بتوں کو کر رہے ہوں تو خدا ایسا نادان تو نہیں کہ ان سجدوں کو جو بتوں کو کئے جا رہے ہوں قبول فرمالے گا۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ جب تم خدا کے سوا کسی اور نام پر جانور ذبح کرتے ہو تو وہ گوشت اور وہ قربانیاں خدا کو بہر حال نہیں پہنچتیں، وہ تو دنیا کے لئے ہیں۔ دنیا کے لئے ضائع ہو جاتی ہیں۔ پس بعض لوگ جب خدا کو مدنظر رکھ کر بھی بظاہر خدا کے لئے اپنی عبادتیں وقف کرتے ہیں ان کی نمازوں کا اٹھنا بیٹھنا خدا کے لئے ہوتا ہوگا اور وہ بھی بظاہر ان کا گرجوں میں جا کر SERVICES میں شامل ہونا بھی بظاہر خدا کی خاطر ہوتا ہوگا۔ ان کا دوسری عبادت گاہوں میں جا کر خدا کے سامنے سر جھکانا بھی بظاہر خدا کے لئے ہوگا لیکن مساجد سے باہر آنے کے بعد جب ساری زندگیاں غیر اللہ کے لئے وقف ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کی غیرت اس تھوڑی سی عبادت کو کبھی قبول نہیں کرے گی جو اس کے لئے الگ کی گئی ہو۔ لیکن جب میں نے بظاہر کا لفظ استعمال کیا تو عمداً میں نے ایسا کیا کیونکہ وہ لوگ جو موحد ہیں ان کی عبادتیں بھی اکثر خدا کے لئے نہیں ہوتیں اور ان کے خیالات ان کو عبادتوں میں گھیر لیتے ہیں، ان کے فکر دامنگیر ہو جاتے ہیں۔ کئی قسم کے جوتیں جوئیں ان کو چمٹ جاتے ہیں اور عبادت کا اکثر حصہ بغیر مغز کے رہ جاتا ہے تو جب موحدین کا یہ حال ہے تو جو موحد نہیں ہیں جو سراسر شرک کی عبادت کرتے ہیں ان کا اندازہ کریں کہ اُن کا کیا حال ہوگا۔ اس لئے ضروری ہے کہ جماعت احمدیہ اپنے حال سے پہلے خود واقف ہو۔ ہم میں سے ہر فرد اپنے نفس کا تجزیہ کرے اپنے خیالات اپنی نیتوں کا تجزیہ کرے اور اپنا مقام معلوم کرے کہ وہ کہاں کھڑا ہے۔ یہ پتہ کرے کہ اس کی کتنی عبادت اللہ کے لئے خالص ہے اور کتنی غیر اللہ کے لئے ہے اس کی زندگی کا کتنا حصہ خدا کے ذکر میں گزرتا ہے اور کتنا وقت غیر کی باتیں چیتے ہوئے کٹتا ہے۔ یہ ظاہری "جینا" مراد نہیں مراد یہ ہے کہ خیالات اگر غیر سے چمٹے ہوئے ہوں تو نام خدا کا بھی لیا جائے تو وہ دراصل وہ غیر ہی کا لیا جاتا ہے۔ ہم نے ایسے تسبیح کرنے والے دیکھے ہیں جو انگلیوں سے خدا کی تسبیح کر رہے ہوتے ہیں اور زبان سے گندی گالیاں دے رہے ہوتے ہیں۔ جھگڑے کر رہے ہوتے ہیں نفسانی خیالات میں مبتلا ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ظاہر کو نہیں دیکھتا وہ حقیقت پر نظر رکھتا ہے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ خدا کی کس حقیقت پر نظر ہے آپ کی اپنی نظر اسی حقیقت پر ہونی چاہئے ورنہ آپ کی نگاہ اور خدا کی نگاہ کے فیصلے مختلف ہوں گے اس لئے اس تفرقہ کو دور کریں جب تک آپ کی نظر سچی نہیں ہوتی آپ اپنی ذات کا خدا کی نظر سے مطالعہ کر ہی نہیں سکتے آپ کو علم ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ کے نزدیک آپ کا کیا مقام ہے پس اسی وجہ سے میں نے تفصیل میں جا کر بتانا شروع کیا کہ جھوٹ کا بت سب سے بڑا بت ہے جو عبادت کے خالص ہونے کی راہ میں حائل ہے۔ اس کو توڑو اور اس کو توڑو تو اکثر بت ٹوٹ جائیں گے لیکن اور بھی ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں ملتا ہے اور جن کی تفاصیل احادیث میں بیان ہوئی ہیں ان میں سے ایک ایک موضوع کو لے کر انشاء اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً میں آپ کے سامنے کھول کر یہ باتیں پیش کروں گا۔ اس وقت

جھوٹ کے مضمون کے سلسلہ میں تیسرا خطبہ ہے

آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے خطبہ میں میں نے یہ بیان کیا تھا کہ وہ قومیں جو جھوٹی ہیں ان کی اقتصادیات میں برکت نہیں ہے اور یہ صرف فرد کا معاملہ نہیں بلکہ جھوٹ قوموں کے رزق کو چھین لیتا ہے اور بظاہر انسان جھوٹ کو اپنا رب بنا رہا ہوتا ہے لیکن حقیقت میں یہ ایسا ظالم رب ہے، ایسا دھوکے باز رب ہے کہ ایک ہاتھ سے کچھ دیتا ہے تو دوسرے ہاتھ سے اس سے بہت زیادہ واپس لے جاتا ہے۔ چنانچہ میں نے اس کی مثالیں دیں یہاں دیندار یا غیر دیندار کا فرق نہیں ہے۔ وہ قومیں جو سچی ہیں ان کے رزق میں ضرور برکت پڑتی ہے۔ چنانچہ مشرق بعید کی قوموں کی مثال آپ کے سامنے رکھی۔ جاپان کی مثال سامنے رکھی کہ ان کی بھاری اکثریت خدا کو بھی نہیں مانتی لیکن سچ بولتے

ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جہاں جہاں جن قوموں میں سچ بولا جا رہا ہے وہاں رزق میں بہت برکت ہے۔ ہمارے تیسری دنیا کے ممالک کو بھی اس سے نصیحت پکڑنی چاہئے۔ اس خطبہ کے بعد یہ حدیث میرے سامنے آئی جس میں یہ مضمون بھی بیان ہوا ہے یہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: والدین سے نیک سلوک عمر کو بڑھاتا ہے، جھوٹ رزق کو کم کرتا ہے اور دعا قضاء و قدر کو بدل دیتی ہے (الترغیب والترہیب للمنذری جلد نمبر ۳ صفحہ ۹۴ مطبوعہ مصر)

ان تینوں باتوں میں انسانی زندگی کے سارے مسائل حل ہو گئے انسان اپنی عمر اور صحت کے لئے کتنی کوششیں کرتا ہے اس کے لئے یہ نکتہ بیان فرمایا کہ والدین سے نیک سلوک عمر کو بڑھاتا ہے۔ ہمارے ہاں بہت سے والدین ہیں جو بچوں کی شکایت اگر زبان پر نہیں لاتے تو دل میں ضرور رکھتے ہیں اور بڑے محروم ہیں وہ بچے جو ماں باپ کی خدمت کی عمر کو پہنچتے ہیں یا جب خدمت کی توفیق ملے ماں باپ زندہ ہوں اور پھر ان کی خدمت نہ کر سکیں تو یہ نصیحت بھی ضمناً آپ کے سامنے ہے کہ اگر آپ اپنی عمر اور صحت اور اپنے بچوں کی عمر اور صحت کے خواہاں ہوں تو اپنے ماں باپ کی جس حد تک توفیق ہو خدمت کریں۔

جھوٹ رزق کو کم کرتا ہے بڑھاتا نہیں ہے یہ بات بہر حال سچی ہے اس لئے جھوٹ کے ذریعہ رزق کمانے والوں کے لئے یہ انذار ہے۔ یہ وعید ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا رزق بڑھ رہا ہے لیکن بالآخر نہ انفرادی طور پر جھوٹ سے کمائے ہوئے رزق میں برکت رہتی ہے نہ قومی طور پر برکت رہتی ہے اور پھر دعا قضاء و قدر کو بدل دیتی ہے یہ عجیب نکتہ ہے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یہی بات بیان فرمائی ہے کہ

غیر ممکن کو یہ ممکن سے بدل دیتی ہے ؎ اے مرے فلسفیو زورِ دعا دیکھو تو

قضاء و قدر کے خلاف انسان کی کوئی تدبیر کام نہیں کر سکتی اسی کو غیر ممکن کہا جاتا ہے۔ جب قضاء فیصلہ دے دیتی ہے تو اس کو ٹالنا ناممکن ہو جاتا ہے مگر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی کے مدرسہ میں تعلیم پائی آپ ہی کی حکمت کی باتیں آگے پہنچائیں چنانچہ یہ بات بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی کا بیان فرمودہ نکتہ ہے کہ

قضاء و قدر کو دعا بدل سکتی ہے

پس جس شخص کو قضاء قدر پر کمندیں ڈالنے کا اختیار حاصل ہو جائے اس کو اس سے بڑھ کر کیا چاہیئے یہ کمندیں دعا کی کمندیں ہیں جو عرشِ الٰہی تک پہنچتی ہیں اور آسمان کے کنگروں پر پیوستہ ہو کر خدا تعالیٰ کی تقدیر کو جنبش دیتی ہیں اور جب آسمان پر تقدیر جنبش دیتی آتی ہے تو زمین کی تدبیریں اس کے تابع کام کرتی ہیں ان کی مجال نہیں کہ ان سے الگ کوئی رستہ اختیار کر سکیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی سخت قسم کا جھوٹ ہے یہ بات وہ ہے جس کی بنیاد قرآن کریم میں ہے قرآن کریم میں جہاں واقعہ افک کا ذکر ہے اور اور بھی بعض مقامات پر اس مضمون پر روشنی پڑتی ہے کہ جو شخص ظن کی بناء پر کسی کو داغدار کرتا ہے وہ لازماً جھوٹا ہے خواہ سے سنا دیکھے۔ وہ جھوٹا لکھا جاتا ہے یہ بحث ہی نہیں آتی کہ وہ واقعہ سچا تھا ہو سکتا تھا کہ نہیں ہو سکتا تھا۔ ظن کے ذریعہ کسی کو متہم کرنے کا حق خدا نے کسی بندے کو نہیں دیا اور دنیا کے اکثر فساد بدظنیوں کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ تو یہ بھی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی لطیف نظر تھی۔ جو اس بات تک پہنچی اور یہ عقدہ ہمارے سامنے کھول دیا ورنہ قرآن کریم ہم بھی پڑھتے ہیں اور عام پڑھنے والے کو یہ خیال نہیں آتا کہ اصل مراد کیا ہے وہ مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سمجھے اور تفصیل سے یوں بیان فرمائی کہ بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی سخت قسم کا جھوٹ ہے پھر بدظنی کی مزید قسمیں یوں بیان فرمائیں کہ ایک دوسرے کے عیب کی ٹوہ میں نہ رہو۔ اپنے

بھائی کے خلاف تجسس نہ کرو۔

اب یہ عجیب لطیف کلام ہے کہ بظاہر بدظنی اور تجسس دو الگ الگ چیزیں ہیں لیکن حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی عارفانہ نظر اس بات کو پا گئی کہ اگر پہلے بدظنی نہ ہو تو تجسس کا بچہ پیدا ہی نہیں ہو سکتا تجسس اور دوسرے کے عیب کی تلاش کرنا یہ ایک ایسا اقدام ہے جس سے پہلے بدظنی ضروری ہے جس پر آپ نیک ظنی کرتے ہیں کبھی اس کا بھی تجسس کیا ہے کبھی اس کے عیب بھی تلاش کئے ہیں؟ اس کے ساتھ تو برعکس بات ہوتی ہے جس کے ساتھ محبت ہو جس کے ساتھ پیار ہو جس میں انسان حسن ظن کرتا ہو اس کی برائی دکھائی بھی دے تو انسان آنکھیں بند کرتا ہے منہ پھیر لیتا ہے کسی بات کا احتمال نظر آئے تو وہ دوسرے بہانے ڈھونڈتا ہے اس بات کو نہ ماننے کے کہ یہ بھی تو ہو سکتا ہے یہ بھی تو ہو سکتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے جھوٹ کی یہ قسم بھی بیان فرما کر ہم پر بے حد احسان فرمایا ہے کہ بدظنی ایک بہت بڑا جھوٹ ہے اس سے بچو۔ اس سے بچو گے تو معاشرہ تمہارے شر سے بچ جائے گا اور معاشرہ امن میں آ جائے گا اپنے بھائی کے خلاف تجسس نہ کرو۔ اچھی چیز ہتھیانے کی حرص نہ کرو، حسد نہ کرو، دشمنی نہ رکھو بے رُخی نہ برتو اب یہ ساری چیزیں بظاہر الگ الگ ہیں لیکن ان کی بنیاد ایک ہی بات میں ہے کہ کسی شخص سے محبت کی بجائے نفرت ہونا کسی شخص سے پیار کے تعلق کی بجائے اجنبیت کا تعلق یا دوری کا تعلق یا دشمنی کا تعلق ہونا قرآن کریم نے اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے ایسے لوگوں کا حال بیان کیا ہے کہ جب مسلمانوں کو کوئی فتح ملتی ہے اور ان کو غنیمت ہاتھ آتی ہے۔ تو ان کو بہت تکلیف پہنچتی ہے۔ اور اس تکلیف کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ کاش! ہم بھی وہاں ہوتے تو ہم بھی حصہ پاتے اور جب اُن کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو کہتے ہیں شکر ہے ہم وہاں نہیں تھے ورنہ ہمیں بھی تکلیف پہنچ جاتی تو بنیادی طور پر دراصل یہ تعلیم دی جا رہی ہے کہ ایک دوسرے سے تعلق قائم کرو ایک دوسرے کا بھائی بننے کی کوشش کرو۔ مومن ایک دوسرے کے اِخوہ ہوتے ہیں اور جو شخص سمجھتا ہے کہ یہ مومن میرے بھائی ہیں اگر یہ سمجھنے کے باوجود یہ باتیں اس میں پائی جاتی ہیں تو اس کا بھائی ہونے کا تصور جھوٹا ہے یہ بیماریوں کی علامتیں ہیں جو دلوں میں پوشیدہ ہیں اور ان علامتوں کو ظاہر و باہر کر کے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ان بیماریوں کو پہچاننے کا ایک عظیم نسخہ ہمیں عطا فرما دیا آپ دیکھ لیجئے جو بدظنی کرتا ہے وہ اس پر بدظنی نہیں کیا کرتا جس سے پیار ہو، محبت ہو جو کسی کی عیب جوئی کرتا ہے برائیوں کی تلاش میں رہتا ہے اگر محبت اور پیار ہو تو کبھی ایسا نہیں کر سکتا اچھی چیز ہتھیانے کے لئے اپنے پیارے سے متعلق خیال بھی پیدا نہیں ہو سکتا جتنا پیار بڑھے اتنا دل یہ چاہتا ہے کہ جو چیز مجھے اچھی ملی ہے میں اس کو دے دوں اور جو اچھی چیز خود کو نصیب ہو رہی ہو اور اپنے پیارے کے پاس نہ ہو تو بعض دفعہ وہ اچھی چیز بری لگنے لگ جاتی ہے۔ اس سے انسان کو خوشی کی بجائے تکلیف ہونے لگتی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق روایت ہے کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے وصال کے بعد باہر سے نئی قسم کی چکیاں آئیں اور بہت ہی عمدہ آٹا جب پہلی دفعہ ان چکیوں سے نکلا تو حضرت عائشہ صدیقہ کے حضور پیش کیا گیا۔ کیونکہ وہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی نمائندہ تھیں۔ آپ نے جب اس آٹے کی بنی ہوئی روٹی کا پہلا لقمہ منہ میں ڈالا تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ کی خادمہ نے عرض کیا کہ یہ تو اتنا اچھا آٹا ہے اس سے لطف اٹھانے کی بجائے آپ رو کیوں رہی ہیں تو انہوں نے کہا کہ میرا آقا، میرا محبوب جب زندہ تھا اس وقت یہ آٹا میسر نہیں تھا جنگ اُحد میں آپ کے دانت شہید ہوئے وہ موٹا جھوٹا آٹا جو ہم بنایا کرتے تھے اس کی گندم کے ٹکڑے یا جو وغیرہ کے ٹکڑے بعض دفعہ دانتوں میں آ جاتے تھے اور تکلیف پہنچتی تھی۔ اس لئے یہ آٹا میرے لئے راحت کا نہیں غم کا موجب ہے یہ محبت کی نشانی ہے یہ پیار کی سچی علامت ہے

پس جس بھائی سے پیار ہو اس کی چیز کی طرف لالچ کی نظر انسان ڈال ہی نہیں سکتا اگر اپنے بھائی کی اچھی چیز کی طرف آپ لالچ کی نظر ڈالتے ہیں تو یہ تھرما میٹر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ہمارے ہاتھوں میں تھما دیا ہے جس میں آپ اپنا ٹمپریچر دیکھ سکتے ہیں۔ یہ محبت کا ٹمپریچر ظاہر نہیں کرے گا نفرت کا ٹمپریچر ظاہر کرے گا۔ فرمایا: اچھی چیز ہتھیانے کی حرص نہ کرو، حسد نہ کرو۔ مضمون اور کھلتا چلا جا رہا ہے۔ دشمنی نہ کرو۔ پھر فرمایا: بے رُخی نہ برتو۔ پہلے تو مضمون آگے بڑھ رہا تھا اب اس کا ایک اور کنارہ پیش فرما دیا کہ دراصل جب تم اپنے کسی بھائی سے بے رُخی کرتے ہو تو وہاں بھی محبت کا فقدان ہے جو آگے پھر ان سب چیزوں میں تبدیل ہو سکتا ہے تبھی انبیاء کو خدا تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کے سلئے یہ جواب سمجھایا کہ جن کو تمہاری آنکھیں حقیر اور گھٹیا جانتی ہیں میں اُن سے وہ سلوک نہیں کرتا کیونکہ انہوں نے خدا کی خاطر مجھے قبول کیا ہے اس لئے مجھے اُن سے محبت اور پیار ہے۔ پس خدا کی خاطر ایمان لانے والوں کے لئے یہ بحث ہی نہیں رہتی کہ کوئی کس قوم سے تعلق رکھتا ہے کس طبقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ امیر ہے کہ غریب ہے کس حال میں ہے۔ اس سے بے رُخی نہیں برت سکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ایک دفعہ ایک غیر مسلم سردار سے محوِ گفتگو تھے

اور اس وقت ایک نابینا مسلمان آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے بات میں دخل دینا شروع کیا۔ اب یہ بات میں دخل دینا اخلاق سے گری ہوئی بات ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے کہ غیر مسلم چونکہ ہدایت کی باتیں سننے آیا ہے اور اس پر بُرا اثر نہ پڑے۔ آپ کو سمجھانا بھی چاہا لیکن دل میں یہ بھی خیال تھا کہ اس غریب کی دل شکنی ہوگی تو کیسا عجیب لطیف انداز اختیار فرمایا اپنے ماتھے پر ہلکے سے بل ڈالے جس سے اس دیکھنے والے غیر مسلم کو یہ معلوم ہوگیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم یہ بات پسند نہیں فرما رہے کہ کوئی اور شخص اگر ہماری باتوں میں دخل دے اور وہ دخل دینے والا چونکہ اندھا تھا اس لئے اس کو وہ بل دکھائی نہیں دیئے اس کی دل شکنی نہیں ہوئی۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم میں فرمایا (عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝ (سورۂ عبس: آیات ۲-۳) کہ دیکھو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم نے ماتھے پر بل ڈالا اور چہرہ دوسری طرف کر لیا اس لئے کہ ایک اندھا اُس کے پاس اپنے دین کی باتیں پوچھنے کے لئے آیا پرانے مفسرین نے تو یہ لکھا ہے کہ یہ ناراضگی کا اظہار ہے لیکن حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی بہت ہی لطیف تفسیر بیان فرمائی ہے اور فرمایا کہ یہ ناراضگی کا اظہار نہیں بلکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے اخلاق کا ذکر ہے اور وہی ذکر ہے جو میں بیان کر چکا ہوں کہ اندھے کو زبان سے کچھ نہیں کہا اس لئے جب اس کی دل شکنی نہیں ہوئی تو کیسے کہا جا سکتا ہے کہ یہ اخلاق سے کسی معنی میں بھی گری ہوئی بات تھی۔ آپ نے تو مہمان کی عزت افزائی فرمادی جب اس کی طرف سے اعراض کیا اور ماتھے پر ایک آدھ بل آیا ہوگا جس کا ذکر خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے تو محبت کے تقاضے جب اس طرح متضاد بھی ہو جائیں تو ایک لطیف روح کس شان کے ساتھ اُن تقاضوں کو ادا کرتی ہے لیکن غریب سے غریب اور آنکھوں سے معذور کے لئے بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے کبھی دل شکنی کی کوئی بات نہیں کی۔ پس میں یہ بات اس لئے کھول رہا ہوں کہ بعض دوسرے مسلمان بھی اس خطبہ کو سُنتے ہیں وہ بھی یہ تفسیریں سُنتے ہیں۔ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر غلط الزام ہے کہ آپ پر ناراضگی کے اظہار کے طور پر خدا تعالیٰ نے یہ واقعہ بیان فرمایا ہے آپ نے تو اخلاق سے ذرا سی بھی گری ہوئی کوئی بات نہیں کی بلکہ نہایت اعلیٰ درجہ کے اخلاق کا اظہار کیا جب اپنے غریب غلام کی دلداری فرمائی اور اس کی دل شکنی سے اعراض کرتے ہوئے آنے والے مہمان کی عزت افزائی بھی فرمادی اور اس باریک پل صراط سے بغیر لڑکھڑائے ہوئے گزر گئے تو محبت کے تقاضے بعض دفعہ متضاد بھی ہوں تو ذہین اور لطیفہ جذبات اور لطیف فکر کا مالک انسان ان سب تقاضوں کو بیک وقت پورا کر سکتا ہے اور اللہ

تعالیٰ بھی نصرت فرماتا ہے لیکن کجا یہ کہ ایک انسان دوسرے سے بے رُخی برتنے کا عادی ہو۔ بعض دفعہ یہ چیز بڑی بڑی ٹھوکروں کا موجب بن جاتی ہے۔ مجھے ایک صاحب نے خط لکھا کہ فلاں بڑے آدمی کو (اس وقت تو بڑے آدمی سے بے چارہ کوئی زیادہ ہی متاثر تھا لیکن میں مثال کے طور پر ذکر کر رہا ہوں۔ ہر بات میں اس کی تائید نہیں کر رہا) لیکن میں ربوہ گیا اور وہاں فلاں صاحب مسجد میں باتیں کر رہے تھے اور میں اُن کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا تو اُن کو گویا کہ پتہ ہی نہیں کہ کتنا بڑا آدمی ہے اور وہ اپنی باتوں میں مصروف رہے۔ تو واقعہ یہ ہے کہ اعراض میں دراصل یہ بات بھی داخل ہے جب کوئی شخص کسی کے پاس پہنچتا ہے تو خواہ انسان باتوں میں مصروف ہو اس کی طرف کچھ نہ کچھ التفات چاہیئے۔ آدمی اشارہ سے ہی کچھ نہ کچھ عرض کر دے کہ میں ابھی فارغ ہوتا ہوں یا السلام علیکم کہہ کر بات کر کے اور اجازت لے کر پھر دوسری باتوں میں مصروف ہو جائے تو جماعت احمدیہ کو بہت اعلیٰ اخلاق کا نمونہ رکھنا چاہیئے اور یہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ بے رُخی نہ برتو، اس سے آپ بچیں گے تو اس سے بعد کی چیزوں سے بھی بچ جائیں گے۔ یہ پہلا ٹھوکر کا قدم ہے جس سے آپ پہچان سکتے ہیں کہ آپ کے دل میں کوئی ریا، کوئی جھوٹ، کوئی تکبر کے لئے محبت کی کمی تو نہیں ہے اور اسی طرح آپ اپنے نفس کے اندرونے کی باریک باتوں سے بھی آگاہ ہو سکتے ہیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ایک اور رنگ میں اسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جیسا خدا نے حکم دیا ہے اللہ کے بندے

اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو

مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور وہ اس پر ظلم نہیں کرتا۔ اسے رُسوا نہیں کرتا اُسے حقیر نہیں جانتا۔ اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ تقویٰ یہاں ہے۔ تقویٰ یہاں ہے۔ بیان کرنے والے کی تشریح ہے یعنی مقام تقویٰ دل ہے۔ مضمون بھی درست ہو سکتا ہے مگر میں تو اس مضمون کو اس طرح دیکھ رہا ہوں کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا دل تقویٰ کی آماجگاہ ہے۔ اگر کسی نے تقویٰ سے آشنائی حاصل کرنی ہے تو اس دل سے آشنائی حاصل کرے۔ تقویٰ کے انداز سیکھنے ہیں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دل کی دھڑکنوں سے وہ انداز سیکھے تو تقویٰ یہاں ہے۔ تقویٰ یہاں ہے سو فیصد درست بات ہے کہ محمد مصطفیٰؐ کے دل ہی کا تقویٰ تھا جو بعد میں لاکھوں کروڑوں دلوں کا تقویٰ بن گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو فرماتے ہیں کہ ؎

این چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرہ ز بحر کمال محمدؐ است

تو واقعتہً ایک قطرہ سمندر بن جایا کرتا ہے اور ساری دنیا میں اس زمانے سے لیکر آج تک ۱۴۰۰ سال سے کچھ زائد عرصہ ہو گیا کہ کروڑوں اربوں مسلمانوں کو تقویٰ کی جو تھوڑی یا بہت توفیق ملی وہ اسی دل سے پھوٹا تھا جس کی طرف اسوقت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کی انگلی اشارہ کر رہی تھی۔ اور آپ فرما رہے تھے کہ تقویٰ یہاں ہے تقویٰ یہاں ہے تقویٰ یہاں ہے۔ پس ہمیں اس دل سے تقویٰ سیکھنا چاہیئے اور اس دل کی اداؤں سے آشنائی کے بغیر ہم اُس دل سے تقویٰ کیسے سیکھیں گے۔ پس سیرت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کے خصوصاً ان حصوں کے مطالعہ کا شوق اور ذوق پیدا کرنا چاہیئے اور جستجو کے ساتھ مطالعہ کرنا چاہیئے۔ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم حسنِ تعلقات کی آزمائشوں میں اپنی سیرت کے جلوے دکھاتے رہے وہ آزمائشوں کے وقت ہیں جو ہم سب پر آتے ہیں لیکن ہم میں سے کتنے ہیں جو ان آزمائشوں پر اس طرح پورا اُترتے ہیں جیسے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم ان آزمائشوں پر پورا اترے ہیں اگر تقویٰ سیکھنا ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات پر گہری نظر ڈالنا اور سیرت کا محض سرسری مطالعہ نہ کرنا بلکہ گہری نظر سے اس دل میں ڈوب کر آپ کی سیرت کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے متعلق جو باتیں آپ سنتے ہیں وہ ایک عام انسان کی باتیں نہیں ہیں۔ اس لئے جب آپ وہ باتیں سنتے ہیں تو سطحی حسن سے متاثر ہو کر وہیں بات نہ چھوڑ دیا کریں۔ ایک انسان باغ میں سے گزرتا ہے اور پھولوں کا رنگ دیکھتا ہے، خوشبو بھی سونگھتا ہے تو اس نے بھی ضرور اس باغ سے فیض پایا لیکن ایک شہد کی مکھی ہے جو اس کے دل میں اتر لی ہے۔ اس کا رس چوستی ہے۔ اس کا فیض کچھ اور رنگ رکھتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سیرت میں بہت گہرائی ہے اس لئے بڑی محبت اور پیار کے ساتھ اس دل میں اتر کر تقویٰ کا رس لینے کی کوشش کریں جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے سینہ میں موجزن تھا۔ فرمایا: ایک انسان کے لئے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے ہر مسلمان کی تین چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں۔ اس کا خون، اس کی آبرو اور اس کا مال۔

اکثر مسلمان ممالک میں تو خون بھی حلال ہو گیا ہے اور دوسری دو چیزیں تو پہلے ہی حلال تھیں۔ بدنصیبی یہ ہے کہ پاکستان میں شاید اس وقت دوسرے تمام مسلمان ممالک کی نسبت بھائی کا خون زیادہ ارزاں ہو چکا ہے۔ بھائی کا تو اور معاملہ ہے۔ ہر روز ایسی اندوہناک خبریں پڑھنے کو ملتی ہیں کہ کسی نے اپنی ماں کو قتل کر دیا، اپنے باپ کو قتل کر دیا، اپنی بہن کو قتل کر دیا، اپنے بیوی بچوں کو قتل کر دیا اور روزمرہ کا یہ دستور بن چکا ہے کہ ادنیٰ سی ناراضگی پر انسانی خون لے لیا جائے اور چھوٹی چھوٹی بات پر یہ دھمکی دینا عام بات بن چکی ہے کہ ہم تمہاری جان لے لیں گے کوئی خدا کا خوف باقی نہیں رہا۔ اس کا آغاز آنحضورؐ فرماتے ہیں کہ بے رخی سے ہوا تھا۔ جب سوسائٹی میں ایک دوسرے سے بے رخی پیدا ہو جائے تو سوسائٹی جو سفر اختیار کرتی ہے یہ اس کی آخری منزل ہے تو بے رخی کو معمولی نہ سمجھیں۔ جب آپ کے پاس کوئی آتا ہے تو اس کی عزت افزائی کریں۔ اگر وقت نہ بھی ہو تو جہاں تک ممکن ہو حسن سلوک کے ذریعہ اس کے دل میں یہ بات جاگزیں کرنے کی کوشش کریں کہ آپ اس سے بڑھ کر نہیں ہیں۔ آپ اس کی خاطر چاہتے ہیں۔ اس کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں لیکن وقت کی مجبوری ہے۔

اگر اس بنیاد پر آپ قائم ہو جائیں تو خیر کی اگلی عمارت لازماً تعمیر ہو گی اور شر کے ہر پہلو سے آپ بچتے چلے جائیں گے۔ لیکن یہاں اگر غلط پتھر رکھا گیا اور بے رخی کے اوپر آپ کے اخلاق کی تعمیر ہوئی تو اس کی بالائی منزلوں پر پھر خون لکھا ہوا ہے۔ اس منزل تک پہنچنا پھر لازماً ایک وقت کی بات ہے۔ جو قومیں اس نصیحت سے بے اعتنائی کرتی ہیں وہ پھر کچھ عرصہ کے بعد اس منزل تک بھی پہنچ جایا کرتی ہیں۔ میں دوبارہ بتاتا ہوں کہ تین چیزیں حرام ہیں۔ ①مسلمان کا خون ② اس کی آبرو اور ③ اس کا مال۔

آبرو تو اتنی حلال ہو چکی ہے کہ راستہ چلتے ایک دوسرے کے سروں سے ٹوپیاں اچھالی جاتی ہیں۔ بے عزتیاں کی جاتی ہیں۔ سخت کلامی کی جاتی ہے۔ گندی گالیاں دی جاتی ہیں۔ ہمارے ملک میں دیہات میں تو بدنصیبی سے ہل چلانے والا اور کچھ نہیں تو جانوروں کو ہی گالیاں دیتا چلا جاتا ہے اور بڑی غلیظ اور گندی گالیاں۔ اس لئے

مَیں خاص طور پر پاکستان کو اور ہندوستان کو بھی نصیحت کرتا ہوں

لیکن پاکستان کو بہت زیادہ نصیحت کی ضرورت ہے کیونکہ وہ ایسا ملک ہے جس کی بھاری اکثریت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی غلامی کا دعویٰ کرتی ہے کہ اپنی زبان کو پاک کریں۔ اپنے بھائی کو اپنی زبان کے شر سے بچائیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ باقی سب برائیاں بھی پھر مٹنی شروع ہو جائیں گی۔

جہاں تک مال کا تعلق ہے وہ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہر غیر کا مال حلال ہے۔ پہلے مولویوں نے یہ فتوے دینے شروع کئے کہ مسلمان کا مال تو حرام ہے لیکن غیر مسلم کا مال بیشک کھاؤ اور لوٹو جو مرضی کرو۔ ایک دفعہ جب بدی کی راہ کھل جائے تو پھر وہ قدم کسی ایک جگہ رُک نہیں سکتے۔ بدی تو پھر لازماً آگے بڑھتی ہے۔ اب یہ حال ہے کہ ہر ایک کا مال حلال ہو گیا ہے۔ اپنا مال ہے جو حرام ہے کیونکہ اس میں حرام کی آمیزش ہو چکی ہے۔ شاذ ہی کوئی ایسا مال ہو گا جو واقعۃً حلال ہو۔ پس عملاً یہ صورت ہے کہ ہر غیر کا مال حلال بن گیا ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے حرام قرار دیا تھا اور اپنا مال جس کو حلال بنانے پر زور دیا تھا وہ حرام ہو چکا ہے۔ کیسی بدنصیبی ہے۔ اس ایک حدیث میں تمام دنیا کے معاشروں کی اصلاح کے سامان موجود ہیں۔ یہ تین باتیں ہیں جنہیں اگر مسلمان اپنائیں تو مسلمانوں کے مقدر بن جائیں۔ اگر غیر اپنالیں تو ان کی تقدیریں بدل جائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ قطع نظر اس سے کہ کسی کا مذہب کیا ہے اگر آنحضورؐ کی ان تین نصیحتوں پر کوئی عمل کرے تو اس کی دنیا لازماً سنور جائے گی اور جو تین باتیں دنیا سنوارنے کی بیان فرمائی گئی ہیں یہ تینوں نیکی کی باتیں ہیں اور نیکی کے نتیجہ میں پھر اور نیکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ان تین نصیحتوں پر عمل کرنے کے ذریعہ جن قوموں کی دنیا سنورے گی ان کا دین بھی سنور جائے گا۔ دنیا ہی نصیب نہیں ہو گی ان کو آخرت بھی نصیب ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ اگر غیروں کو توفیق نہیں دے رہا تو احمدیوں کو تو کم سے کم توفیق ہونی چاہئے کہ جس رسولؐ کی محبت اور عشق کا دعویٰ کرتے ہیں، جس کی خاطر اتنی تکلیفیں اُٹھا رہے ہیں۔ جس کا کلمہ پڑھنے کے جرم کی سزا کے نتیجہ میں جیلوں میں جاتے ہیں۔ مال لوٹے جاتے ہیں۔ بازاروں میں ان کو دھکے پڑتے ہیں۔ گالیاں دی جاتی ہیں۔ تھانوں میں بلایا جاتا ہے۔ جس رسولؐ کی محبت میں یہ سب دکھ اٹھا رہے ہیں اس رسولؐ کے فیض سے اپنی دنیا اور اپنی عاقبت سنوارتے کیوں نہیں ہیں۔ ان نصیحتوں پر اگر عمل کریں گے تو اس محبت کی جو سزا دی جا رہی ہے اس سے ہزاروں لاکھوں گنا اس محبت کا فیض آپ کو پہنچے گا۔ پس بڑی بدنصیبی ہو گی کہ محبت کے نتیجہ میں سزا تو پا رہے ہیں لیکن محبت کے فیض سے محروم ہیں۔

ایک اور موقعہ پر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ بڑے گناہ یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔ کسی کو ناحق قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔

(بخاری۔ کتاب الایمان۔ باب الیمین الغموس)

یہ جھوٹ کا مضمون ہے اور جھوٹی قسم کی بات پر پھر آگے یہ بات چل پڑتی ہے کہ

بہت سے مسلمان ممالک خصوصاً ہندو پاکستان اور بنگلہ دیش وغیرہ میں اس وقت صورتحال یہ ہے کہ بھائی کا مال ہتھیانے کے لئے یا غیر کا مال ہتھیانے کے لئے عدالتوں میں بے فکر اور بے دھڑک جھوٹی قسمیں کھائی جاتی ہیں لیکن اس کے نتیجہ میں جو کچھ حاصل ہو گا وہ کیا ہو گا۔ اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں[1] کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پاس دو آدمی آئے جن میں وراثت کی ملکیت کے بارہ میں جھگڑا تھا۔ اور معاملہ پرانا ہو جانے کی وجہ سے ثبوت کسی کے پاس نہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ان کی باتیں سن کر فرمایا: میں انسان ہوں اور ہو سکتا ہے تم میں سے کوئی زبان کا تیز ہو اور بات کو زیادہ عمدہ انداز اور لہجے میں بیان کر سکتا ہو......

وہ سوسائٹی جھوٹ سے پاک تھی لیکن جھوٹ کی باریک قسمیں وہاں بھی چرب زبانی کے ذریعہ غلط حق حاصل کرنا بھی شامل ہے۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اس باریک جھوٹ کی قسم کا ذکر کرتے

سلہ: ابوداؤد۔ کتاب القضاء۔ باب فی قضاء القاضی اذا اخطأ۔
(مسند احمد بن حنبل۔ جلد نمبر ۱۔ صفحہ ۳۲۰)

ہوئے فرمایا کہ

...... ہوسکتا ہے چرب زبان ہو۔ عمدہ طریق پر بات بیان کرے اور میں اس سے متاثر ہو کر کوئی رائے قائم کرلوں اور اس کے حق میں کوئی فیصلہ دے دوں حالانکہ حق دوسرے فریق کا ہو۔ ایسی صورت میں اس فیصلہ سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہیئے اور اپنے بھائی کا حق نہیں لینا چاہیئے کیونکہ اس کے لئے وہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے جو میں اسے دلا رہا ہوں۔ اگر وہ لے گا تو قیامت کے دن وہ سانپ بن کر اس کی گردن پر لپٹا ہوا ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کی یہ بات سنکر دونوں کی چیخیں نکل گئیں اور ہر ایک نے یہ عرض کیا کہ

یا رسول اللہ! ساری جائیداد میرے بھائی کو دے دیں۔ مجھے کچھ نہیں چاہیئے۔

کتنا اعلیٰ درجہ کا ایمان تھا۔ کیا یقین تھا۔ کیسی محبت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم سے تھی۔ کتنا کامل یقین ان وعید پر تھا جو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کی زبان پر جاری ہوا کرتے تھے کہ قیامت کے دن یہ نہیں بچ سکا۔ ہمارے کتنے قضیئے ہیں اور کس آسانی سے وہ نپٹ جائیں اگر انسان اس حدیث پر نگاہ رکھے اور اپنے معاملات قضاء میں پیش کرتے ہوئے واضح جھوٹ تو درکنار ادنیٰ سی چرب زبانی کے ذریعہ بھی غیر کا حق لینے سے اجتناب کیا جائے۔ یہ اگر ہو جائے تو جماعت احمدیہ کی قضاء کا اکثر کام جو ہے وہ ہلکا ہو جائے۔ اور مقدموں تک نوبت ہی نہ پہنچے۔ دراصل اس مزاج کے لوگ مقدمہ بازی کرتے ہی نہیں۔ اس تک پہنچتے نہیں ہیں۔ مقدموں سے پہلے پہلے ہی ان کے معاملات نپٹ جایا کرتے ہیں۔

پھر آنحضور ؐ نے فرمایا کہ اچھا تم یوں کرو کہ اندازے سے جائیداد کے دو حصے کرلو اور پھر قرعہ ڈال لو اور جس کے حصہ میں جو جائیداد کا حصہ آئے وہ لے لے اور اگر وہ سمجھتا ہو کہ قرعہ میں بھی دوسرے کو کچھ زیادہ مل گیا ہے تو پھر اسکو چھوڑ دے۔ اس خیال کو دل سے نکال دے کہ بھائی کو کچھ زیادہ مل گیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے ابتلاء سے ٹل گئے۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس آپکے سامنے پیش کرتا ہوں۔ فرمایا: آج دنیا کی حالت بہت نازک ہو رہی ہے جس پہلو اور رنگ سے دیکھو جھوٹے گواہ بنائے جاتے ہیں۔ جھوٹے مقدمہ کرنا تو بات ہی کچھ نہیں۔ جھوٹے اسناد بنا لیئے جاتے ہیں"۔

یہ آج سے سو سال پہلے کی بات ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ اس زمانہ میں جبکہ مقابلۃً جھوٹ بہت ہی کم تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھوٹ سے کیسی کراہت تھی کہ جو تھوڑا سا بھی جھوٹ دکھائی دیتا تھا اس سے طبیعت کو گھن آتی تھی اور یوں لگتا تھا کہ ہر طرف جھوٹ پھیل رہا ہے۔ آج کے زمانہ میں جو حال ہو چکا ہے وہ ناقابل برداشت ہے۔ یہی باتیں سو گنا بڑھا لیں تو آج کی حالت یہ بنتی ہے۔ فرماتے ہیں:

.... "کوئی امر بیان کریں گے تو سچ کا پہلو بچا کر بولیں گے"... کیسا پیارا کلام ہے سچ کا پہلو بچا کر بولیں گے۔ طرز ایسی اختیار کریں گے کہ سچ کا پتہ نہ لگ جائے جو سچ بولنے والے بھی ہیں وہ سچ سے دامن بچا کر اس رنگ میں بیان کریں گے کہ سچ کی طرف کوئی بات اشارہ نہ کر جائے۔

"... اب کوئی ان لوگوں سے جو اس سلسلہ کی ضرورت نہیں سمجھتے، پوچھے کہ کیا یہی وہ دین تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم لیکر آئے تھے؟..." (آپ تو وہ دین لیکر آئے تھے جس کا ذکر میں نے ابھی اسی حدیث میں ذکر کیا ہے لیکن آج عملاً کیا ہو رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ پوچھے ان سے کوئی کہ کیا یہی وہ دین تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم لیکر آئے تھے)...." اللہ تعالیٰ نے تو جھوٹ کی نجاست کہا تھا کہ اس سے پرہیز کرو۔

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا

قَوْلَ الزُّوْرِ

بت پرستی کے ساتھ اس نے جھوٹ کو ملایا ہے (یعنی خدا تعالیٰ نے بت پرستی کے ساتھ جھوٹ کو ملایا ہے)" جیسا احمق انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتھر کی طرف سر جھکاتا ہے ویسے ہی صدق اور راستی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے لیئے جھوٹ کو بت بناتا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بت پرستی کے ساتھ ملایا اور اس سے نسبت دی۔ جیسے ایک بت پرست بت سے نجات چاہتا ہے ...... (یعنی بت کے ذریعہ سے نجات چاہتا ہے۔ یہ مراد ہے)" جھوٹ بولنے والا بھی اپنی طرف سے بت بناتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس بت کے ذریعہ نجات ہو جاوے گی۔ کیسی خرابی آکر پڑی ہے۔ اگر کہا جاوے کہ کیوں بت پرستی کرتے ہو۔ اس نجاست کو چھوڑ دو تو کہتے ہیں۔ کیونکر چھوڑ دیں۔ اس کے بغیر گذارا نہیں ہو سکتا...."

آج آپ کسی جگہ پر بات کر کے دیکھ لیں ہمیشہ یہی جواب ملے گا کہ ٹھیک ہے۔ دنیا میں رہنا ہے۔ اس کے بغیر گزارا نہیں ہو سکتا۔ مجبوری ہے یعنی اپنے معبود کے بغیر کیسے گزارا ہو سکتا ہے۔ جس نے جھوٹ کو معبود بنا لیا ہو وہ اسی بات میں تو سچا ہے کہ اس کا اس بت کے بغیر گزارا نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس بات میں جھوٹا ہے کہ انجام کار وہ اس کے کسی کام آئے گا۔

جھوٹ کا بت ہمیشہ دغا کرتا ہے۔

انجام کار ضرور نقصان پہنچاتا ہے۔ فرمایا

" اس سے بڑھ کر اور کیا بدقسمتی ہوگی کہ جھوٹ پر اپنا مدار سمجھتے ہیں مگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے اور بھلائی اور فتح اسی کی ہے"

(ملفوظات۔ جلد نمبر ۸ صفحہ ۳۴۹۔۳۵۰)

پھر فرماتے ہیں:۔ " خدا تمہیں نعمت وحی اور الہام اور مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ سے ہرگز محروم نہیں رکھے گا وہ تم پر وہ سب نعمتیں پوری کرے گا جو پہلوں کو دی گئیں لیکن جو شخص گستاخی کی راہ سے خدا پر جھوٹ باندھے گا اور کہے گا کہ خدا کی وحی میرے پر نازل ہوئی حالانکہ نہیں نازل ہوئی اور یا کہے گا کہ مجھے شرف مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کا نصیب ہوا حالانکہ نصیب نہیں ہوا تو میں خدا اور اس کے ملائکہ کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ وہ ہلاک کیا جائے گا کیونکہ اس نے اپنے خالق پر جھوٹ باندھا"

(روحانی خزائن۔ کشتی نوح جلد نمبر ۱۹ صفحہ ۲۸)

پس وہ لوگ جو خدا کی مخلوق پر جھوٹ باندھتے ہیں اور اس سے باز نہیں آتے بالآخر ان کی زبانیں کھلتی ہیں اور انہیں میں سے وہ بد نصیب پیدا ہوتے ہیں جو خدا پر جھوٹ باندھنے لگتے ہیں اور وہ لوگ جو خدا کے سچوں پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ بھی دراصل خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں کیونکہ خدا کے پاک بندوں پر جھوٹ باندھنا بھی ایسا ہی ہے جیسے خدا پر جھوٹ باندھا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہماری قوم کو، احمدیوں کو خصوصیت کے ساتھ مگر تمام مسلمانان عالم کو بلکہ تمام دنیا کو جھوٹ کی نجاست اور جھوٹ کی بت پرستی سے نجات بخشے۔

نوٹ:۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ مندرجہ بالا خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ (ادارہ)

"ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنرمند ہے وہ متکبر ہے۔" (حضرت مسیح موعود)

دلائل و مسکت جوابات

(قسط نمبر ۱۰)

راہِ ھُدیٰ

تحریر ــــــــــ ایم کے خالد

دیوبندی عالم محمد یوسف صاحب لدھیانوی کے رسالہ "قادیانیوں کو دعوتِ اسلام" کے جواب میں

(ادارہ)

"عقیدہ نمبر ۱۳"

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں :۔

"قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ مرزا صاحب تمام انبیاء سے افضل ہیں" (صفحہ ۲۰)

معزز قارئین!

مولوی صاحب کو افتراء کرنے کی ایسی گندی عادت پڑ چکی ہے کہ کئی بے باک ہو چکے ہیں ان کے گزشتہ تمام اعتراضات بھی جھوٹ ہی تھے مگر یہ تو جھوٹ کے اوپر ایک اور جھوٹ کا طومار ہے۔

اس مسئلہ کا اصل حل تو یہی ہے کہ قارئین حضرت مرزا صاحب کی ان تحریرات کا خود مطالعہ کریں جو نظم و نثر میں اپنے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں آپ نے تحریر فرمائی ہیں۔ اس نوع کی پہلے بہت سی تحریریں گذر چکی ہیں لیکن نمونۃً حسب ذیل چند تحریریں ہم ہدیہ قارئین کرتے ہیں تاکہ ان پر ہر منصف مزاج اس حقیقت کو پا جائے کہ لدھیانوی صاحب ظلم و افتراء میں سب حدیں پھلانگ گئے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں :۔

"اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے"

(کشتی نوح صفحہ ۱۳ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۹ صفحہ ۱۴)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں :۔

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو سب نبیوں سے افضل اور اعلیٰ اور خاتم الانبیاء تھے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۳۹ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۵۰)

پھر فرماتے ہیں :

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا۔ یعنی انسان کامل کو۔ وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ وارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد نمبر ۵ صفحہ ۱۶۰)

مزید لکھتے ہیں :

"میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی۔ اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔"

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد نمبر ۲۲ صفحہ ۱۱۸ - ۱۱۹)

ایک اور جگہ یوں فرماتے ہیں

"اگر کسی نبی کی فضیلت اس کے ان کاموں سے ثابت ہو سکتی ہے جن سے بنی نوع کی سچی ہمدردی سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہو تو اے سب لوگو! اٹھو اور گواہی دو کہ اس صفت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں ...... اندھے مخلوق پرستوں نے اس بزرگ رسولؐ کو شناخت نہیں کیا جس نے ہزاروں نمونے سچی ہمدردی کے دکھلائے۔ لیکن اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت پہنچ گیا ہے۔ کہ یہ پاک رسولؐ شناخت کیا جائے چاہو تو میری بات لکھ رکھو ...... اے سننے والو! سنو! اور سوچنے والو! سوچو اور یاد رکھو کہ حق ظاہر ہوگا اور وہ جو سچا نور ہے چمکے گا۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۳۰۲)

دراصل یہ مولوی صاحب تلبیس اور دجل میں چوٹی کے ماہر ہیں اور حضرت مرزا صاحب کے الہامات اور دیگر احمدیوں کی تحریرات کو ایسے ایسے معنے پہناتے ہیں کہ جن کا تصور بھی کسی احمدی کے لئے کفر کا درجہ رکھتا ہے۔ پہلے یہ من گھڑت کفر ان کی طرف منسوب کرتے ہیں اور پھر کافر کافر کا شور مچاتے ہیں۔

مولوی صاحب نے اپنے اعتراض کی ایک بناء تو حضرت مرزا صاحب کے اس الہام پر ڈالی ہے کہ

"آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا"

اور ساتھ ہی یہ الزام بھی لگا دیا کہ نعوذ باللہ اس الہام سے مراد یہ ہے کہ حضرت آدم سے لے کر مرزا صاحب کے زمانہ تک جتنے تخت آسمان سے اتارے گئے ان میں سے سب سے اونچا تخت مرزا صاحب کا تھا نہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

حیرت ہے کہ مولوی ہو کر اور عالم دین ہونے کے دعویدار بن کر کس طرح دلیری سے جھوٹ بول لیتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کے اس الہام کا یہ معنی جو یہ مولوی صاحب اس الہام کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب اور ہر احمدی کے نزدیک کفر ہے۔ اس کا صرف اتنا معنی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اولیاء اور علماء کو جو روحانی مراتب عطا ہونگے ان میں مرزا صاحب کا مرتبہ اس وجہ سے سب سے بالا ہے کہ امت محمدیہ میں آپ کو الامام المہدی کا منصب عطا ہوا ہے اور یہ وہ منصب ہے جس کے متعلق گذشتہ بہت سے رفیع المرتبہ بزرگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ امت محمدیہ میں مختلف روحانی درجے پانے والوں میں سے سب سے اونچا درجہ امام مہدی علیہ السلام کا ہوگا۔

مذکورہ بالا الہام کے علاوہ حضرت مرزا صاحب کے بعض اشعار پیش کر کے بھی مولوی صاحب نے اپنے بہتان کو تقویت دینے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً آپ کا یہ شعر

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم ز کسے

یہ شعر لکھ کر بڑے فخریہ انداز میں مولوی صاحب نے یہ دعویٰ کر دیا کہ یہ بات ثابت ہو گئی کہ نعوذ باللہ حضرت مرزا صاحب انبیاء میں سے کسی سے کم تر نہ ہونے کے دعوے دار ہیں اور آنحضرتؐ بھی اسی زمرے میں شامل ہیں جن کی مرزا صاحب بات کر رہے ہیں۔

ہم جو بار بار ان لدھیانوی صاحب کو دجل اور تلبیس کا ماہر قرار دے رہے ہیں یہ کوئی ناواجب بات نہیں۔ یہی اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ اگلا شعر بالبداہت یہ بتا رہا ہے کہ حضرت مرزا صاحب جب کل انبیاء کی بات کرتے ہیں تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا ریب سب سے افضل قرار دیتے ہیں۔ اور جہاں محمد رسول اللہ کے سوا دیگر انبیاء کی معرفت کی بات کرتے ہیں وہاں آپ کی امت میں پیدا ہونے والے امام مہدی کو معرفت میں کسی اور سے کم نہیں سمجھتے کیونکہ امام مہدی نے معرفت کے پیالے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کوثر سے پئے ہیں جبکہ خدا تعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور نبی کو عرفان کا ایسا کوثر عطا نہیں کیا چنانچہ مولوی صاحب کے پیش کردہ شعر سے بالکل اگلا شعر یہ ہے۔

وارث مصطفیٰ شدم بیقیں
شدہ رنگیں برنگ یار حسیں

(نزول المسیح صفحہ ۹۹ طبع اول ؛ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۷۷)

کہ میں اگر دوسرے انبیاء سے شانی میں کم تر نہیں ہوں تو وجہ یہ ہے کہ میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث ہوں اور اپنے سب سے حسین یار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین ہوں۔ اب بتایئے کہ جس مولوی صاحب نے پہلا شعر پڑھ لیا تھا۔ اور اسے احباب کے سامنے پیش کیا ہے اس کو دوسرا شعر لکھتے ہوئے آخر کیا تکلیف تھی اور کیوں اس شعر کو قارئین سے چھپائے رکھا؟ وجہ واضح ہے کہ ان کی تلبیس کا بھانڈا پھوٹ جاتا اور لوگ جان لیتے کہ پہلے شعر میں جس زمرہ انبیاء کا ذکر ہے اس میں حضرت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم شامل نہیں بلکہ آپ ان سے بالاتر مقام پر فائز ہیں۔ جو سید الانبیاء کا مقام ہے۔ جہاں تک اس بحث کا تعلق ہے کہ حضرت مرزا صاحب کس رنگ میں علم و معرفت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا گذشتہ انبیاء میں سے کسی سے کم تر نہیں تھے تو یہ دعویٰ منکرین مرزا صاحب کے لئے بے شک تکلیف کا باعث ہو لیکن ہرگز ایسا دعویٰ نہیں جسے غیر اسلامی اور باطل قرار دیا جا سکے تمام دنیا پر یہ بات خوب روشن ہو چکی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا اصل دعویٰ یہی ہے کہ آپ وہی موعود امام مہدی ہیں جن کی بعثت کا وعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا۔

پس آپ چونکہ یہ کامل یقین رکھتے تھے اس لئے لازم تھا کہ آپ کامل یقین کے ساتھ اپنا وہی مقام سمجھتے جو امام مہدی کا مرتبہ اور مقام ہے۔ اس سلسلہ میں کبار علماء اور صالحین امت کی حسب ذیل تحریرات ہر منصف مزاج قاری کو مطمئن کرنے کے لئے کافی ہوں گی۔

چنانچہ لکھا ہے:

"المهدی الذی یجیئی فی اخر الزمان فانه یکون فی الاحکام الشرعیة تابعا لمحمد صلی اللہ علیه وسلم وفی المعارف والعلوم والحقیقة تکون جمیع الانبیاء والاولیاء تابعین له کلهم"

(شرح فصوص الحکم عبدالرزاق قاشانی صفحہ ۵۲، ۵۳ مطبع مصطفی البابی الحلبی مصر)

کہ آخری زمانہ میں جو مہدی آئے گا وہ شرعی احکام میں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوگا لیکن معارف، علوم اور حقیقت کے لحاظ سے آپ کے سوا تمام انبیاء اور اولیاء اس کے تابع ہوں گے اور اس کی وجہ وہ اگلے فقرے میں یوں بیان فرماتے ہیں:

"لان باطنه باطن محمد صلی اللہ علیه وسلم"

کہ مہدی کا باطن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن ہوگا۔ پھر حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"حضرت آدمؑ سے لے کر خاتم الولایت امام مہدی تک حضور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بارز ہیں۔ پہلی بار آپ نے حضرت آدم علیہ السلام میں بروز کیا ہے .... اس کے بعد دوسرے مشائخ عظام میں نوبت بنوبت بروز کیا ہے۔ اور کرتے رہیں گے۔ حتیٰ کہ امام مہدی میں بروز فرمائیں گے۔ پس حضرت آدمؑ سے امام مہدی تک جتنے انبیاءؑ اور اولیاء قطب مدار ہوئے تمام روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مظاہر ہیں۔"

(مقابیس المجالس المعروف بہ اشارات فریدی حصہ دوم صفحہ ۱۱۱ - ۱۱۲ مؤلفہ رکن الدین مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ اگست ۱۹۲۱ء)

قاری محمد طیب صاحب فرماتے ہیں:-

"لیکن پھر سوال یہ ہے کہ جب خاتم الدجالین کا اصلی مقابلہ تو خاتم النبیین سے ہے۔ مگر اس مقابلہ کے لئے نہ حضور کا دنیا میں دوبارہ تشریف لانا مناسب نہ صدیوں باقی رکھا جانا شایان شان، نہ زمانہ نبوی میں مقابلہ ختم کرا دیا جانا مصلحت، اور ادھر ختم دجالیت کے استیصال کے لئے چھوٹی موٹی روحانیت تو کیا بڑی سے بڑی ولایت بھی کافی نہ تھی۔ عام مجددین اور ارباب ولایت اپنی پوری روحانی طاقتوں سے بھی اس سے عہدہ برآ نہ ہو سکتے تھے جب تک کہ نبوت کی روحانیت مقابل نہ آئے۔ بلکہ محض نبوت کی قوت بھی اس وقت تک مؤثر نہ تھی جب تک کہ اس کے ساتھ ختم نبوت کا پاور شامل نہ ہو۔ تو پھر شکست دجالیت کی صورت بجز اس کے اور کیا ہو سکتی تھی کہ اس دجال اعظم کو نیست و نابود کرنے کے لئے امت میں ایک ایسا خاتم المجددین آئے جو خاتم النبیین کی غیر معمولی قوت کو اپنے اندر جذب کئے ہوئے ہو۔ اور ساتھ ہی خاتم النبیین سے ایسی مناسبت تامہ رکھتا ہو کہ اس کا مقابلہ بعینہ خاتم النبیین کا مقابلہ ہو۔ مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ ختم نبوت کی روحانیت کا انجذاب اسی مجدد کا قلب کر سکتا تھا جو خود بھی نبوت آشنا ہو۔ محض رتبہ ولایت میں یہ تحمل کہاں کہ وہ درجہ نبوت بھی برداشت کر سکے۔ چہ جائیکہ ختم نبوت کا کوئی انعکاس اپنے اندر اتار سکے۔ نہیں بلکہ اس انعکاس کے لئے ایک ایسے نبوت آشنا قلب کی ضرورت تھی جو فی الجملہ خاتمیت کی شان بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔ تاکہ خاتم مطلق کے کمالات کا عکس اس میں اتر سکے۔ اور ساتھ ہی اس خاتم مطلق کی ختم نبوت میں فرق بھی نہ آئے۔ اس کی صورت بجز اس کے اور کیا ہو سکتی تھی کہ انبیاء سابقین میں سے کسی نبی کو جو ایک حد تک خاتمیت کی شان رکھتا ہو اس امت میں مجدد کی حیثیت سے لایا جائے جو طاقت تو نبوت کی لئے ہوئے ہو مگر اپنی نبوت کا منصب تبلیغ اور مرتبہ تشریع لئے ہوئے نہ ہو۔ بلکہ ایک امتی کی حیثیت سے اس امت میں کام کرے۔ اور خاتم النبیین کے کمالات کو اپنے واسطے سے استعمال میں لائے۔"

(تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام صفحہ ۲۲۸، صفحہ ۲۲۹ از قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند پاکستانی ایڈیشن اوّل مطبوعہ مئی ۱۹۸۶ء شائع کردہ نفیس اکیڈمی کراچی)

۲-۳۔ دوسرا اور تیسرا شعر لدھیانوی صاحب نے یہ پیش کیا ہے:

آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

ان اشعار میں بھی انبیاء سے افضلیت کا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا بلکہ یہاں پر بھی یہی مضمون بیان کرنا مقصود ہے کہ عرفان الٰہی اور یقین کا جو جام ہر نبی کو دیا گیا تھا وہی جام خدا تعالیٰ نے مجھے بھی پورے کا پورا دے دیا ہے اور خدا کی ہستی پر یقین اور ایمان کے لحاظ سے میں کسی نبی سے کم نہیں ہوں اور یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں کیونکہ نبی ہوتا ہی وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ کامل یقین اور عرفان عطا فرمائے جو انسان یقین اور عرفان میں کامل نہ ہو وہ نبی ہو ہی نہیں سکتا اس لئے آپ فرماتے ہیں کہ جس طرح ہر نبی کو یقین کامل دیا گیا مجھے بھی اسی طرح یقین کامل دیا گیا ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ پہلے انبیاء کو تو کامل یقین دیا گیا تھا لیکن مجھے کامل یقین نہیں دیا گیا وہ جھوٹا ہے۔

۴:- لدھیانوی صاحب نے چوتھا شعر یہ پیش کیا ہے:

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

اس شعر میں بھی انبیاء سے افضل ہونے کا دعویٰ نہیں کیا گیا بلکہ صرف یہ کہا گیا ہے کہ میں ظلی اور بروزی طور پر حضرت مسیح علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر بن کر آیا ہوں اور یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ کسی نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا۔

"عرش کیا ہے فرمایا میں ہوں پوچھا کرسی کیا ہے فرمایا میں ہوں پوچھا لوح و قلم کیا ہے فرمایا میں ہوں پوچھا کہتے ہیں ابراہیم، موسیٰ اور محمد صلعم اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں فرمایا میں ہوں"

(تذکرۃ الاولیاء اردو باب ۱۴ صفحہ ۱۲۸ شائع کردہ شیخ برکت علی اینڈ سنز)

اگر مذکورہ بالا شعر کی بناء پر حضرت بانی جماعت احمدیہ پر تمام رسولوں سے افضل ہونے کے دعویٰ کا الزام درست ہے تو لدھیانوی صاحب حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ پر کیا فتویٰ لگائیں گے؟

حضرت مولانا شاہ نیاز احمد دہلوی نے تمام نبیوں کا بروز ہونے کا دعویٰ کیا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

آدم و شیث و نوح و ھود بغیر حقیقتم نہ بود
صاحب ہر عصر منم من نہ منم نہ من منم
عیسیٰ عربی منم احمد ہاشمی منم
حیدر شیر نہ منم من نہ منم نہ من منم

یعنی آدم، شیث، نوح، ہود، عیسیٰ عربی، احمد ہاشمی حیدر شیر خدا بلکہ ہر صاحب عصر میں ہوں۔

(دیوان نیاز صفحہ ۲۲ مطبوعہ ۱۲۹۰ھ)

کیا لدھیانوی صاحب حضرت مولانا شاہ نیاز احمد صاحب دہلوی پر بھی وہی فتویٰ لگانے کو تیار ہیں جو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس شعر کی بناء پر لگاتے ہیں؟

(باقی آئندہ)

تصحیح

بدر ۲۳/جولائی ۹۲ء کے صفحہ ۱۱ کالم ۴-۳ پر حضرت خانصاحب مولوی فرزند علی صاحبؓ کی خودنوشت سوانح حیات (بقیہ ص ۸) شائع ہوئی ہے جس میں سہوا یہ لکھا گیا ہے کہ فیروزپور میں ۱۹۲۰-۲۱ء میں مولوی ثناء اللہ صاحب سے آپ کا مناظرہ ہوا تو "جب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی خدمت میں اس مناظرہ کی رپورٹ پیش کی گئی"

مذکورہ بیان میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بجائے حضرت خلیفۃ المسیح ثانیؓ ہے۔

قارئین اسکے مطابق درستی فرمالیں۔

(ادارہ)

گلدستہ درویشان کے

وہ پھول جو مرجھا گئے!

از: مکرم حکیم بدر الدین صاحب عامل درویش قادیان

● — مکرم مستری محمد حسین صاحب درویش (متوفی) ۲۹ جولائی ۱۹۸۶ء

کو بعد دوپہر میں اپنے مطب واقع احمدیہ چوک میں کھڑا ابا تا وقت کے لئے کوئی کام سوچ رہا تھا۔ کہ میرے دروازہ پر آکر ایک کار رکی میں نے جلدی سے باہر آکر دیکھا تو کار میں بیٹھی خاتون گویا ہوئیں آپ کے دوست کا جنازہ لے آئی ہوں یہ آواز اہلیہ محترمہ مستری محمد حسین صاحب کی تھی۔ چند روز قبل مستری صاحب مع اہلیہ اپنے بچوں اور عزیزوں کو ملنے پاکستان گئے تھے۔ اور آج ان کی اہلیہ اپنے خاوند کا جنازہ لئے میرے دروازہ پر موجود تھیں۔ اس قدر پیارے دوست کا جنازہ سامنے پاکر کچھ سوال کرنے کی ہمت نہ رہی میں نے کار ڈرائیور کو گاڑی لنگر خانہ تک لے جانے کے لئے کہا اور خود بھی ساتھ ہو لیا۔ لنگر خانہ میں جنازہ والا صندوق اُتارا گیا۔ اور گاڑی مکرم مستری محمد حسین صاحب مرحوم کے مکان تک لے جائی گئی۔ تا ان کی اہلیہ صاحبہ اپنا گھریلو سامان وہاں اُتار لیں۔ اور بچیوں کو ان کے والد کی وفات کے حادثہ سے خبر دیں بچے اپنے پیارے باپ کی اطلاع پاتے ہی فوراً جنازہ کے پاس پہنچ گئے۔ اور میں واپس آکر اپنے مطب میں بیٹھ کر ماضی کے دھندلکوں میں یادوں کے خزانے کو ٹٹولنے لگا۔

۱۹۴۳ء مئی کا مہینہ تھا۔ گرمیوں کا حسین دن چمک رہا تھا۔ دس بجے قبل دوپہر کا عمل ہو گا مکرم محمد اسماعیل صاحب صدیقی جنرل منیجر میک ورکس قادیان نے مجھے بلایا اور کہا کہ میرا اسپیشل لیں اور جا کر لنگر خانہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانب جنوب گلی میں مستری محمد حسین صاحب کا گھر ہے ان کو بلا لائیں۔ میں گیا۔ مکرم لال دین صاحب زرگر اور مفتی منظور احمد صاحب کے گھروں کے درمیان ایک چھوٹا سا مکتر تھا۔ میں گلی میں کھڑا ہو کر دروازہ کھٹکھٹانے ہی والا تھا کہ اندر سے ایک نوجوان باہر نکلا۔ شلوار قمیص پہنے ہوئے سر پہ سُرخ رومی ٹوپی کندھے پر تولیہ۔ ہاتھ میں تہمد لئے ہوئے۔ میں نے بعد سلام مسنون کے پوچھا کہ کیا آپ ہی مستری محمد حسین صاحب ہیں جواب اثبات میں ملا یہ میری مستری صاحب سے پہلی ملاقات تھی۔ میں نے مستری صاحب کو مکرم محمد اسماعیل صاحب صدیقی کا پیغام دیا۔ مستری صاحب نے کہا میں گھر میں سبزی لانے کے لئے چلا ہوں۔ آپ چلیں میں تھوڑی دیر تک حاضر ہوتا ہوں۔ میں چلا آیا۔ اور مستری صاحب بھی کچھ دیر بعد وہاں پہنچ گئے۔

دوسری عالمگیر جنگ بڑے زور سے جاری تھی اور ان دنوں ایک ٹھیکہ میک ورکس نے گورنمنٹ سے حاصل کیا تھا۔ یہ ٹھیکہ تھا کمپاس بنانے کا۔ کمپاس ایک گھڑی کی طرح کا آلہ ہوتا ہے۔ جس کا ڈائل قطب نما نیڈل پر فٹ ہوتا ہے۔ اور ڈائل پر ۳۶۰ ڈگریاں بنی ہوتی ہیں۔ اس کے ساتھ عاطی نقشہ ہوتا ہے۔ ہوائی جہازوں کو اڑان کے دوران ہر لحظہ اس بات سے پتہ چلتا رہتا ہے کہ ہم کس مقام پر ہیں۔ اور ہماری منزل کتنی دور اور کس سمت میں ہے۔

چونکہ قطب نما نیڈل ہر وقت کانپتی رہتی ہے اور اس سے نقشہ میں ڈگری کی تعین میں دشواری پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ماہرین نے یہ تجویز کیا تھا کہ کمپاس کی نیڈل ڈائل وغیرہ کو شیشے کے ایک ایسے خول میں بند کیا جائے جس میں ڈسٹلڈ واٹر (آب مقطر) اور گلسرین کا آمیزہ بھرا ہے۔ اور اس آمیزہ میں ڈائل کی حرکت کنٹرول رہے۔ کوئی بھی آمیزہ جب کسی خول میں بھرا جاتا ہے۔ تو اس میں تھوڑی سی ہوا باقی رکھنا ضروری ہوتی ہے کیونکہ ہر مایہ چیز موسم کے اثر سے سکڑتی اور پھیلتی ہے۔ گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے برتن مذکور جس میں آمیزہ بھرا ہو پھٹ سکتا ہے۔ اب جس خول میں ڈسٹلڈ واٹر کا آمیزہ بھر کر ڈائل رکھا جاتا تھا۔ اس کی ہوا کا بلبلہ ایک طرف کو جھکا دیتا تھا۔ اور اسی وجہ سے ڈگری غلط ہو جاتی تھی (چونکہ ہندوستان میں کمپاس بنانے کا یہ پہلا تجربہ تھا۔ بڑی دشواریاں سامنے آئیں) لہٰذا اس بلبلہ کو ایک جگہ قید کرنے کی خاطر اس خول کے اندر ایک جنگلا بنایا جاتا تھا۔ اس کا نام ببل ٹریپ تھا۔ اس کو ایک اعلیٰ درجہ کے ٹھیک ٹانکہ سے جوڑا جاتا تھا۔ اس غرض کے لئے دوکا داس۔ دینا ناتھ، گوردا س سنگھ وغیرہ افراد جو زرگر برادری میں سے ہی تھے۔ بلا کر ٹسٹ لیا گیا تھا۔ اور اسی ٹسٹ کی غرض سے مکرم مستری محمد حسین صاحب کو اس روز بلایا گیا تھا۔ مستری صاحب اس ٹسٹ میں کامیاب رہے۔ اور انہیں ملازم رکھ لیا گیا۔ چونکہ میرا تعلق بھی کمپاس کے ڈائل کی فلنگ سے اور لیڈ ونڈو گلاس کی تیاری سے تھا۔ مستری صاحب سے روابط بڑھتے چلے گئے جو آخر گہری دوستی میں تبدیل ہو گئے۔

مستری صاحب کے والد بزرگوار م محمد قاسم صاحب زرگر موضع بیگووال ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ مستری صاحب کی پیدائش بھی موضع بیگووال میں ہی ہوئی والد کا سایہ بچپن سے ہی سر سے اُٹھ گیا تھا۔ تھوڑا ہوش سنبھالی تو آپ اپنے بڑے بھائی غلام محمد صاحب زرگر کے ساتھ اپنی دوکان پر بیٹھنے لگے اس طرح آپ نے زرگری کا اپنا آبائی کام تھوڑے ہی عرصہ میں حاصل کر لیا۔ مگر آپ کی طبیعت اس کام کو پسند نہیں کرتی تھی۔ آپ سمبڑیال میں ایک آٹا چکی پر جو انجن سے چلتی تھی کام کرنے لگے۔ اور چونکہ اس کام کی طرف آپ کا طبعی رجحان تھا۔ آپ نے جلد ہی اس کام پر عبور حاصل کر لیا۔ ابھی آپ کی عمر ۱۵/۱۶ سال کی ہی تھی کہ تین نوجوانوں نے ارادہ کیا کہ ہم کانپور چلے جائیں۔ کانپور ایک بڑا تجارتی اور صنعتی مرکز ہے وہاں کام سیکھنے کا موقع بھی ملے گا۔ اور زمانہ کا مجبور یہ تینوں کانپور چلے گئے۔ وہاں جا کر الگ الگ کارخانوں میں دو کو ملازمت مل گئی۔ ایک کمرہ کرایہ پر حاصل کر کے وہاں رات گذارنے کا انتظام کر لیا۔ ایک ماہ بعد ایک ساتھی ملیریا سے سخت بیمار ہو گیا۔ ان دونوں نے مل کر اس کا کرایہ ادا کر کے اس کو واپس بھجوا دیا۔ مستری صاحب کا دوسرا ساتھی ایک کارخانہ میں خراد کا کام سیکھتا رہا۔ مستری صاحب خود "لنڈن مشینری لمیٹڈ" والوں کے ہاں آئیل انجن کو سنبھال کرنے پر ملازم ہوئے۔ اور انجن کے کام میں بہت جلد دستگاہ حاصل کر لی۔ اب جس جگہ انجن فروخت ہوتا کمپنی کی طرف سے آپ وہاں انجن فٹ کر کے چالو کرنے کے لئے جایا کرتے۔ اسی طرح یوپی کے بہت سے اضلاع میں آپ کی واقفیت کا دائرہ وسیع ہو گیا۔ دس سال بعد آپ یوپی سے واپس آئے۔ تو اپنی والدہ کی خواہش پر آپ یہاں قریب ہی پنجاب میں کام کریں۔ آپ نے کچھ عرصہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں ایک آئیل اینڈ فلور مل میں کام کیا۔ پھر لاہور آکر چوک دال گراں میں ایک برف خانہ کو چلانے کی ڈیوٹی دیتے رہے۔ چند سال یہاں گذارنے کے بعد پھر آپ کانپور یوپی چلے گئے۔ چونکہ ان کی واقفیت کا حلقہ وسیع تھا جاتے ہی کام مل گیا۔ پانچ چھ سال کام کر کے اچھی دولت کمائی اور پھر پنجاب واپس آئے۔ اس اثناء میں آپ کے بڑے بھائی غلام محمد صاحب زرگر اور والدہ بیگووال سے قادیان آچکے ہوئے تھے۔ آپ قادیان آئے اور یہاں والدہ اور بڑے بھائی کی تجویز پر آپ کی شادی لال دین صاحب زرگر کی دختر سے ہو گئی جس کے بطن سے آپ کا بڑا لڑکا لطیف احمد خالد ہے (جو آج کل فیصل آباد پاکستان میں ہے)

مئی ۱۹۴۳ء سے لے کر مئی ۱۹۴۵ء تک آپ نے میک ورکس میں کام کیا۔ میک ورکس میں اچھے سے اچھے کاریگر کو /۶۰ روپے ماہوار تنخواہ ملا کرتی تھی۔ جنگ کی وجہ سے روز بروز اشیاء صرف کی قیمتیں بڑھ رہی تھیں۔ اس لئے کئی ایک کاریگروں نے میک ورکس کی ملازمت ترک کر کے اپنا کام شروع کر لیا۔ مکرم مستری محمد حسین صاحب بھی پھر ایک مرتبہ یوپی روانہ ہو گئے۔ اور پھر ۱۹۴۷ء کے شروع میں قادیان لوٹ کر آ گئے۔

یوپی سے واپس آکر دوستوں سے ملے اور قادیان میں ہی کوئی کام جاری کرنے کے مشورے کرنے لگے۔ ادھر ملکی حالات روز بروز خراب ہوتے چلے گئے۔ اپریل ۱۹۴۷ء میں قادیان میں ریل کی آمد و رفت بھی رُک گئی۔

اس لیے مستری صاحب کوئی کام جاری نہ کر سکے۔ اور قادیان میں حفاظت مرکز کی خاطر اپنی خدمات پیش کر دیں۔ جون ۱۹۴۷ء سے ۱۵ نومبر ۱۹۴۷ء تک کا زمانہ ایسا ہولناک فسادات کا عرصہ ہے کہ جس کی تفصیل کما حقہٗ بیان نہیں کی جا سکتی۔ جتنے انسان اتنی ہی کہانیاں ہیں۔ ۳ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو قادیان کے تمام محلہ جات خالی ہو کر آبادی دو مقامات پر اکٹھی ہو گئی تھی۔ ایک حصہ بورڈنگ تحریک جدید میں اور اس کے نواح میں خالی گراؤنڈز میں تھا (آجکل بورڈنگ تحریک جدید میں کلاسوالہ خالصہ ہائی سکول ہے) اور دوسرا حصہ مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ، مسجد فضل دار الانوار اور دارالانوار میں (موجودہ احمدیہ ایریا) جمع ہو گیا تھا۔

ٹرکوں اور بسوں کے ذریعہ پہلے عورتوں بچوں اور معذور افراد کو پاکستان بھجوائے جانے کا عمل جاری رہا۔ جب صورت حال ایسی ہو گئی کہ اب دو مقام پر افراد کو رکھ کر حفاظت اتنا مشکل ہو جائے گا تو بورڈنگ تحریک جدید میں مقیم افراد کو اندرون شہر (موجودہ احمدیہ ایریا) میں چلے آنے کی ہدایت ہوئی۔

بورڈنگ تحریک جدید سے شہر آنے کے لئے یہ طے ہوا کہ بورڈنگ میں موجود سامان دیگیں وغیرہ ساتھ لے کر ایک پروگرام کے مطابق چلیں۔ فوج رستہ میں پہرہ دے رہی ہے۔ لہٰذا میں نے اور میرے والد صاحب نے ایک دیگ میں اپنے ذاتی چند پارچات جو پاس تھے رکھے والد صاحب حقہ پیتے تھے وہ بھی دیگ میں رکھا اور ایک بانس کے ساتھ دیگ باندھ کر ہم دونوں نے بانس کندھوں پر رکھا اور چلے آئے۔ احمدیہ ایریا میں آکر دیگ لنگر خانہ میں جمع کرائی۔ ہمیں رہنے کے لیے مکرم شیخ محمد نصیب صاحب والا مکان ملا۔ بعد دوپہر ہم بورڈنگ سے اندرون ایریا میں آئے تھے۔ آج شام کو پورے ایک ماہ پانچ دن بعد لنگر سے دال روٹی کھائی۔ ایک ماہ پانچ یوم تک ہم بھنی ہوئی اور اُبلی ہوئی گندم کھاتے رہے تھے۔ اگلے روز مستری محمد حسین صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپ کی ڈیوٹی ان دنوں سید سردار حسین صاحب والے مکان میں تھی۔

۱۹۴۹ء کے آخر تک درویشوں کا ایک ہی معمولِ زندگی تھا۔ صبح فجر کی نماز سے فارغ ہو کر بہشتی مقبرہ میں دعا کرنا۔ واپس آکر صبح کا ناشتہ جو لنگر خانہ کی ایک روٹی اور دال پر مشتمل ہوتا تھا۔ ناشتہ کے بعد وقارِ عمل جو اوّل ایام میں بہشتی مقبرہ کے گرد چار دیواری کی تعمیر ہوتا تھا پھر ساتھ ساتھ قابل مرمت مکانات کی مرمت بھی ہونے لگی۔ لنگر خانہ کا آٹا پسوانا، ایندھن پھاڑنا وغیرہ مساجد کی صفائی۔ سب وقارِ عمل سے ہی ہوتا تھا۔ پھر ظہر سے قبل دوپہر کا کھانا۔ ظہر و عصر کے درمیان آرام اور عصر کے بعد قرآن کریم پڑھنے کی کلاسیں۔ کلاسوں کے بعد کھیل، مغرب کی نماز کے بعد رات کا کھانا۔ عشاء کے بعد ذاتی مطالع اور سحری کو باجماعت نماز تہجد۔ ان سب امور کے ساتھ ساتھ باری باری پورے احمدیہ ایریا کا پہرہ بھی دن رات جاری رہتا۔ ۱۹۴۹ء کے جلسہ سالانہ پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ارشاد موصول ہوا کہ صدر انجمن احمدیہ کو اپنے دفاتر کی تنظیم نو کر کے ہندوستان کی جماعتوں کو منظم کرنا چاہیئے اور مرکز قادیان کو فعال مرکز بنانا چاہیئے۔ ۱۹۵۰ء میں جہاں صدر انجمن احمدیہ نے اپنے دفاتر کو منظم کیا۔ وہاں افراد بھی اپنے لئے پروگرام مرتب کرنے لگے۔ کیونکہ تبادلہ کا عمل جاری نہ رہ سکا تھا۔ اور جو افراد یہاں مقیم رہ گئے تھے۔ انہیں ہی ایک ہیچ کے طور پر رہنا تھا۔ ان ایام میں حضور انور کی طرف سے تحریک پر چند خاندان ہندوستان کے دیگر صوبوں سے ہجرت کر کے قادیان میں آ گئے تھے۔ مستری محمد حسین صاحب نے ۱۹۵۰ء میں قینچیاں بنانے کا کام شروع کیا تھا۔ معمولی طور پر کام چل پڑا تھا۔ اور ان کی بنی ہوئی قینچیاں مقبول ہو رہی تھیں۔ مگر یہ ابھی ابتدائی حالت تھی۔

حضور انور کی طرف سے درویشوں کو عید بعد تھے شادیاں کر لینے کی اور جن کی بیویاں تقسیم ملک کے وقت پاکستان کے علاقہ میں آ گئی تھیں۔ اپنے بیوی بچوں کو قادیان بلوا لینے کی ہدایت ہو چکی تھی۔ مستری محمد حسین صاحب کی اہلیہ اول وفات پا چکی تھیں۔ اس لئے مستری صاحب بھی شادی کے لیے ضرورت مند تھے۔ ہندوستان سے آئے چند خاندانوں میں کچھ بچیاں قابل شادی تھیں۔ چنانچہ شعبہ رشتہ ناطہ کی کوشش سے مکرم مستری محمد حسین صاحب کی شادی مکرم منشی عبد الرحیم صاحب فانی کی بیٹی ہاجرہ بیگم صاحبہ سے ہو گئی۔ شادی کے بعد مکرم مستری صاحب نے ایک سال کے قریب قادیان میں گذارا مگر یہاں ذریعہ آمد اس قدر کافی نہ تھا کہ بیوی بچے کا بوجھ بھی سہار سکتے ابھی تک درویشان حلقہ مسجد مبارک و اقصیٰ کو گذارہ دینے کی کوئی سہولت صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے منظور ہوئی تھی۔ مستری صاحب اجازت لے کر پھر یو پی روانہ ہو گئے جہاں وہ اپنا گذارا بھی چلاتے اور گھر میں بھی خرچ بھجواتے۔ دو سال بعد آپ قادیان آئے تو پھر اہلیہ کو بھی ساتھ لے گئے اور تقریباً چار سال تک یو پی میں کاروبار کرتے رہے۔

سن ۱۹۵۶ء میں مکرم مرزا ظہیر الدین منور احمد صاحب نے اٹاوہ میں شادی کی تو خاکسار کو بھی وہاں بلوایا۔ ان دنوں مستری صاحب کانپور میں ناٹوشن روڈ میں ایک فرم میں کام کرتے تھے۔ میں اٹاوہ سے مرزا صاحب کی شادی سے فارغ ہو کر مستری صاحب سے ملنے کانپور گیا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ مستری صاحب ان دنوں ریاست چھترپور میں وہاں کے راجہ صاحب کے محل میں ایک جنریٹر چلانے کے لئے انجن فٹ کرنے گئے ہوئے ہیں۔ اس کام پر کم و بیش دو ماہ لگ جائیں گے۔ میں ایک روز مکرم حاجی سیٹھ محمد ابراہیم صاحب کے ہاں قیام کر کے واپس چلا آیا۔

مستری صاحب کا دل قادیان میں لٹکا رہتا تھا۔ گو وہ کئی مرتبہ بغرض کاروبار یو پی گئے۔ مگر جونہی انہیں اُمید بندھتی کہ اب قادیان میں قدم جم جائیں گے وہ یو پی کو خیرباد کہہ کر قادیان چلے آتے۔ ۱۹۵۷ء میں آپ یو پی سے قادیان آئے تو آپ خاصی رقم کما کر آئے تھے۔ یہاں آکر آپ نے کچے چمڑے کی خرید و فروخت کا کام شروع کیا۔ قریب ایک سال تک آپ اس کاروبار میں کوشاں رہے مگر اس میں پورے طور پر کامیاب نہیں ہو پائے۔ ۱۹۵۸ء میں اس کام کو ترک کر دیا۔

ستمبر ۱۹۵۸ء کو مستری صاحب نے پھر یو پی جانے کا ارادہ کیا۔ یو پی جا کر آپ نے موضع وکلیم پور لکھیری میں ایک آٹا چکی اور تیل نکالنے کے کارخانہ کا ٹھیکہ لیا۔ یہاں پر آپ کو اچھی کامیابی ملی۔ اور آپ پھر حسب سابق پانچویں سال قادیان چلے آئے۔ آپ کی روزی اللہ تعالیٰ نے آٹا چکی کے کاروبار میں مقرر فرما رکھی تھی۔ اس مرتبہ آپ نے اسی کام میں ہاتھ ڈالا۔ موضع بسرائے میں پنچایت کی چکی اور تھریشر مشین آپ نے ٹھیکہ پر حاصل کی اللہ تعالیٰ نے اس کام میں برکت دی۔ اور آپ خوب کامیاب ہوئے تین سال تک آپ نے بسرائے والی چکی ٹھیکہ پر چلا کر قادیان میں چکی لگانے کا ارادہ کر لیا۔

غازی آباد دھلی سے خود پاس بیٹھ کر آئیل انجن تیار کروا کر لائے احمدیہ جلسہ گاہ کے مشرقی جانب صدر انجمن احمدیہ سے جگہ کرایہ پر لے کر نصب کیا اور پکی آٹا (دار ٹیبکل چکی) شروع کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کام میں برکت دی اور ساتھ کولہو اور چاول نکالنے کی مشین بھی لگائی۔ بعد میں انجن فروخت کر کے بجلی کی موٹر نصب کی۔ اور تاحیات اسی کاروبار سے باعزت گذارہ چلاتے رہے اور اب آپ کے بیٹے محمد اسحٰق صاحب اس کام کو چلا رہے ہیں۔

جون ۱۹۸۶ء میں مستری صاحب مع اہلیہ پاکستان میں اپنے بچوں اور دیگر رشتہ داروں سے ملنے گئے۔ لاہور، ربوہ اور سیالکوٹ کے رشتہ داروں کی ملاقات کے بعد آپ کراچی میں اپنے چند عزیزوں سے ملاقات کی غرض سے بذریعہ ریل سفر کر رہے تھے۔ مورخہ ۲۴ سیالکوٹ سے روانہ ہو کر ۲۵ کو ۸۶ ڈیڑھ بجے دوپہر آپ حیدر آباد سندھ کے ریلوے سٹیشن پہنچے۔ آپ پانی پینے اور دیگر ضروریات کیلئے پلیٹ فارم پر اُترے۔ گاڑی چلنے والی تھی کہ ایک مسافر نے آپ کو کہا کہ بھائی صاحب مجھے بھی پانی لا دیں۔ آپ نے ان کا برتن لیا اور سامنے نل سے پانی لا کر اس مسافر کو دے دیا۔ اسی اثناء میں گاڑی معمولی حرکت میں آ چکی تھی۔ آپ نے گاڑی کے دروازہ کا ہینڈل پکڑ کر اوپر چڑھنا چاہا مگر پاؤں پھسل گیا اور آپ

(بقیہ ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۵ پر)

جلاؤ آشیاں تم ہم کریں گے آشیاں پیدا

از قلم:- مکرم مولانا حمید الدین صاحب شمس انچارج احمدیہ مسلم مشن بنگال و آسام

۱۳ ستمبر ۱۹۹۲ء کے روزنامہ آزاد ہند کلکتہ میں خبر شائع ہوئی ہے:-

احمدیوں کی ضمانت منظور

"پاکستان سپریم کورٹ نے چار احمدیوں کی عبوری ضمانت منظور کر لی ہے لاہور ہائی کورٹ نے چند روز قبل ان احمدیوں کی درخواست ضمانت رد کر دی تھی۔ اطلاعات کے مطابق ان احمدیوں پر الزام ہے کہ انہوں نے شادی کے دعوت ناموں پر اسلامی علامات استعمال کی تھیں جن کی قانون کے تحت احمدیوں کو اجازت نہیں ہے۔"

آج پاکستان میں احمدیوں پر ظلم کی انتہا کی جا رہی ہے جب کہ ان لوگوں نے احمدیوں کو کافر قرار دینے والوں کا انجام بھی دیکھ لیا کہ خدا نے ہواؤں میں ان کے جسموں کے پرخچے اڑا دیئے اور ان کے جسم کا وجود تک باقی نہ رہا اور جنرل صاحب کے جسم کا کوئی ٹکڑا بھی تلاش کرتے رہے کہ جنازہ حاضر تو ہو سکے۔ پاکستان کی موجودہ حکومت خوش کرنا چاہتی ہے اور اپنے سے پہلے حالات کے انجام کو مد نظر رکھنا چاہیئے۔ احمدی پاکستان میں کلمہ پڑھیں تو کافر اور مجرم کیا یہ عین اسلام ہے؟ جیسے پیش کیا جا رہا ہے ایک حیرت انگیز انکشاف سنئے اور ان علماء اور حکام پر ماتم کیجئے۔

بخاری و مسلم میں مسیب بن حزن سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب کو ان کی وفات کے وقت فرمایا:-

کلمہ کی برکت

"اے چچا لا الٰہ الا اللہ کہہ دے اس کلمہ کو خدا کے نزدیک اس کلمہ کے کہنے کے سبب سے تیرے واسطے میں جھگڑ لوں گا۔"

(بحوالہ مشارق الانوار صفحہ ۹)

گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کلمہ پڑھوا کر جنت کی خوشخبری دے رہے ہیں اور پاکستان کے نام نہاد علماء و حکماء احمدیوں کو اسلامی اصطلاحات سے روک کر اپنے لئے خدا کی ناراضگی مول لے رہے ہیں جب کہ احمدیت حقیقی اسلام ہے۔

عجیب دعاوی

اس کے برعکس پاکستان میں کیا ہو رہا ہے۔ بزرگان سلف کے ایسے ایسے دعاوی کی تشہیر ہو رہی ہے اور وہاں ان کی زبانیں بند ہیں۔ ازدیاد علم کی خاطر قارئین کی خدمت میں پیش ہیں کیا فرماتے ہیں علمائے دین ماہنامہ نور اسلام شرقپور شریف نومبر ۱۹۹۰ء صفحہ ۳ پر تحریر ہے۔

(۱):- حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ خواجگان حضرت بہاؤ الدین نقشبند کے نزدیک "دونوں جہانوں کے بادشاہ ہیں سورج چاند عرش و کرسی لوح و قلم نور قلب شہنشاہ بغداد سید نا میر ان محی الدین محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی کے نور اعظم سے ہیں ؎

غوث دیں بحر کرامت کے گہر پیدا ہوئے
واہ کیا شرح نبوت پر قمر پیدا ہوئے

اہل حدیث کے ترجمان "تنظیم اہلحدیث" میں لکھتے ہیں:-

شیطانی دھوکہ

(۲):- برادران اسلام قیام پاکستان سے پہلے اور بعد میں خصوصاً لوگوں نے حضرت علی ہجویریؒ کو "داتا" (دینے والا۔ ناقل شمس) کے نام سے مشہور کر دیا ہے کہ آج سب لوگوں کی زبان پر جلسوں مسجدوں دیواروں اور اشتہاروں پر یہ نام لکھا ہوا ملتا ہے اور جاہل لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ بزرگ ہماری حاجتیں پوری کرتے ہیں۔ اس شرکیہ عقیدہ نے یہاں تک ترقی کر لی ہے کہ جب ہر سال کے بعد علی ہجویریؒ کا عرس ہوتا ہے تو ہزاروں من دودھ عرس پر بہایا جاتا ہے۔ شہر لاہور اور اس کے گرد و نواح میں غریب لوگوں بچوں بیماروں کو دودھ ملنا بند مشکل ہو جاتا ہے۔ ہر حکومت اور بدبختی علماء اپنی شہرت کی خاطر زیادہ سے زیادہ عرس کی تشہیر کرتے ہیں..... حضرت علی ہجویریؒ کے مزار کی لاہور میں وہی حیثیت ہے جو مکہ معظمہ میں ہبل کی تھی مکہ میں مشرکین مکہ کا سب سے بڑا "داتا" ہبل بت تھا۔

(طلوع اسلام نومبر ۱۹۹۰ء صفحہ ۵)

مذکورہ بالا عقائد کو پاکستان میں نہ صرف برداشت کیا جا رہا ہے بلکہ پاکستان کے ریڈیو ٹیلی ویژن ان کی تشہیر کرتے ہیں یہ عجیب انصاف ہے اور عجیب عقائد کی تقسیم ہے کہ جو حقیقی اسلام ہے اس پر پابندی اور جو جعلی عقائد پیش کر رہے ہیں صرف ان کی کثرت اور قوت کو دیکھ کر اسے خلیفا سمجھا جا رہا ہے۔

لطیفہ

کہتے ہیں کہ شیر شکار کو نکلا ایک لومڑی اور ایک گدھا بھی ساتھ تھے انہوں نے ایک ہرن شکار کیا شیر نے گدھے سے کہا کہ اسے تقسیم کرو۔ گدھے نے تین برابر برابر حصے کرکے الگ الگ رکھ دیئے شیر کو بہت غصہ آیا اور اس نے اپنا پنجہ مار کر گدھے کی آنکھ نکال دی۔ پھر لومڑی سے کہا اب اس کی تم تقسیم کرو لومڑی نے ذرا سا گوشت علیحدہ کرکے اپنے پاس رکھ لیا باقی تمام گوشت شیر کے سامنے ڈال دیا۔ شیر بہت خوش ہوا اور لومڑی سے پوچھا بہن یہ بتاؤ تم نے یہ منصفانہ تقسیم کہاں سے سیکھی ہے لومڑی نے جواب دیا! حضور گدھے کی آنکھ سے۔

احمدی کا ایمان

آج پاکستان کی عدالتیں قصیانی لومڑی کا کھیل کھیل رہی ہیں۔ پاکستان کی جیلیں گواہ ہیں کہ جیلانے احمدی نوجوان کلمہ طیبہ کی خاطر اور اسلامی اقدار کو زندہ رکھنے کی خاطر قربانیاں دے رہے ہیں اور زبان حال سے یہ کہہ رہے ہیں کہ ؎

چھوٹ سکتا ہی نہیں ہاتھوں سے دامان رسول
ٹوٹ جائے جسم و جاں کا رشتہ پایندار

احمدیوں کو نوکریوں سے نکالا جا رہا ہے احمدی بچوں کے مستقبل کو تاریک کرنے کیلئے کالجوں میں امتیازی سلوک ہو رہا ہے۔ کاروبار کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔ احمدیوں کی املاک کو جلایا جا رہا ہے لیکن احمدی اللہ کے فضل سے ببانگ بلند کہہ رہے ہیں کہ ؎

یہ مسلک اپنا اپنا ہے یہ فطرت اپنی اپنی ہے
جلاؤ آشیاں تم ہم کریں گے آشیاں پیدا

تقابلی جائزہ

پاکستان کی عدالتوں میں جا کر دیکھئے کہ پاکستانی سرکاری مسلمان کیا کردار پیش کر رہے ہیں۔ قتل و غارت ڈاکہ زنی اغوا شراب نوشی زناکاری بد معاشی جیسے جرموں میں دوسرے ملکوں سے زیادہ ملوث ہیں اور وہاں کی عدالتوں میں احمدیوں سے جرم بھی دریافت کیا کہ انہوں نے کلمہ پڑھا ہے یہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں انہوں نے اذان دی ہے انہوں نے اسلامی اصطلاحات استعمال کی ہیں جس کیلئے مذکورہ خبر کے مطابق ہائی کورٹ نے ضمانت مسترد کر دی کیونکہ یہ جرم پاکستان میں سب سے زیادہ بڑا ہے لہٰذا سپریم کورٹ سے ضمانت منظور کی ہے۔ اے علمائے پاکستان! کیوں احمدیوں کے حقوق کا خون کر رہے ہو تمہارے متعلق جوش ملیح آبادی نے ٹھیک ہی تو کہا کہ ؎

اے دعا کے مدعی زہد و ایمان اور تو
دیکھو اپنی ہتھیاں جن سے ٹپکتا ہے لہو

خوشخبری

سچ تو یہ ہے کہ تڑپتے ہیں قبلہ نما مرغ بسمل کی طرح

اگر آج آپ جماعت احمدیہ کے حقوق کو غصب کر رہے ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مژدہ بھی ہمارے متعلق سن لو اور اپنے کرتوتوں پر ماتم کرو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشگوئی فرماتے ہیں کہ:

سَیَکُوْنُ بَعْدِیْ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِیْ یَسُدُّ اللّٰہُ بِھِمُ الثُّغُوْرَ یُؤْخَذُ مِنْھُمُ الْحُقُوْقُ وَلَا یُعْطَوْنَ حُقُوْقَھُمْ اُوْلٰئِکَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْھُمْ ۔ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۳۶)

ترجمہ:- میری امت کے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ (اسلام کی) سرحدوں کی حفاظت کرے گا ان سے اپنے حقوق تو لئے جائیں گے مگر ان کے حقوق انہیں نہیں دیئے جائیں گے یاد رکھنا وہی میرے ہیں اور میں انہیں کا ہوں۔

اور آج احمدی زبان حال سے یہ کہہ رہے ہیں کہ اے ہمارے آقا ہم اپنے سب حقوق چھوڑتے ہوئے اور لاثانی قربانیاں دیتے ہوئے یہی سمجھتے ہیں کہ ہم کو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا ہے اور ہم پر کرم کیا ہے خدا نے ہمیں وہ سب پورے ہوئے جو وعدے کئے تھے حضور نے

(بقیہ ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۷ پر)

تبلیغی و تربیتی مساعی

جامع مسجد کلکتہ کے خطیبوں کی خدمت میں پیغام ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام

۱۹ر اگست کو عزیزم ابرار احمد ظفر، عزیزم ساجد احمد صاحب بانی و افتخار الدین قمر صبح آٹھ بجے کلکتہ کے نامور علماء اور جامع مساجد کے خطیبوں سے ملاقات کرنے کے لئے گئے ۔ اور ان علماء کو وہ چٹھی دستی دی گئی جس میں علماء ہند کو توجہ دلائی گئی ہے کہ آپ لوگوں کو جماعت احمدیہ کی مخالفت کرتے ہوئے سو سال ہو گئے ہیں لہذا یہ طریق درست نہیں بلکہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد پر غور کریں ۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ایک روز میں تقریباً پچاس علماء و حفاظ سے تبادلہ خیال کرنے اور ۹۰ طلباء دینی مدارس سے ملنے اور لٹریچر دینے کی توفیق ملی ۔

۱۹ر اگست کو شام چھ بجے بنگالی یونیورسٹی کے سامنے ایک ہال میں ہندو سبھا کی طرف سے ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں تقریباً دو صد افراد جو اعلیٰ تعلیمیافتہ طبقہ تھا میں خاکسار کو اسلام اور امن عالم کے عنوان پر تقریر کرنے کا موقعہ ملا ۔ اس موقعہ پر خاکسار کے ہمراہ محترم ماسٹر مشرق علی صاحب امیر جماعت بنگال اور ۹ انصار و خدام نے شمولیت فرمائی ۔ اس موقعہ پر خدام نے جماعت کا لٹریچر تمام سامعین اور مقررین کو دیا جسے تمام افراد نے نہایت خوشی اور ادب سے قبول کیا ۔ نیز ۱۰ر اگست کو خاکسار اور مکرم مولوی تنویر احمد صاحب خادم مبلغ انچارج انڈیمان نے کیبرا اور ڈائمنڈ ہاربر کا دورہ کیا ۔ ٹرین میں مولوی عبد القہار صاحب سے ملاقات ہوئی ۔ اور تبادلہ خیال ہوا اور متعدد نوجوانوں تک اس تبادلہ خیال کی وجہ سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا پیغام پہنچا ۔ مسلم نوجوانوں نے جماعت احمدیہ کے عقائد و نظریات کو پسند کیا اور مزید تحقیق کرنے کی دلچسپی کا اظہار فرمایا ۔ (حمید الدین شمس مشنری انچارج بنگال و آسام)

تربیتی جلسہ پینکال

۱۴ر جولائی کو بعد نماز مغرب و عشاء ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا ۔ ۹۲/۷/۱۵ کو بعد نماز مغرب مکرم چوہدری نصر اللہ خان صاحب نے ایک گھنٹہ درس حدیث دیا ۔ ۹۲/۹/۳ کو مکرم جمعہ خان صاحب صدر جماعت کی قیادت میں گیارہ افراد پر مشتمل ایک وفد ۲۰ کلومیٹر دور شام کے پانچ بجے گھول پور پہنچ گیا ۔ جناب دین بندھو راوت ہائی سکول کے سابق ماسٹر کی صدارت میں ایک جلسہ ہائی سکول کے پنڈال میں شام ۲½ بجے منعقد ہوا ۔ جلسہ کا آغاز مکرم محمد سبحان صاحب سابق قائد مجلس کی تلاوت سے ہوا ۔ بعدہ اڑیہ نظم مکرم لالو خان صاحب اور مکرم جوگی خان صاحب نے پڑھ کر سامعین کو محظوظ کیا ۔ ازاں بعد مکرم محمد عبد الرحمٰن صاحب زعیم مجلس انصار اللہ ۔ مکرم غنی خان صاحب ۔ مکرم جمعہ خان صاحب اور خاکسار نے مختلف عنوانات پر تقاریر کیں ۔ اخیر میں صدر صاحب جلسہ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ خدا کا فضل ہے آج ہم نے ایک ساتھ بیٹھ کر بھگوان کی چرچا کی ہے ۔ مجھے بہت خوشی ہوئی آپ لوگوں نے آکر ہمیں پیغام دیا ۔ آخر میں مکرم جمعہ خان صاحب صدر جماعت نے شکریہ ادا کیا ۔ جلسہ رات کو ۹½ بجے اختتام پذیر ہوا جس میں ۲۰۰ افراد نے شرکت کی ۔ لاؤڈ اسپیکر کا معقول انتظام تھا ۔ جلسہ کے اختتام پر مجلس سوال و جواب ہوئی (شمس الدین خان معلم پینکال)

کیرنگ میں اطفال و ناصرات کا اجتماع

۲۱ - ۲۲ - ۲۳ر اگست کو محلہ محمود آباد میں اطفال و ناصرات کا اجتماع ہوا جس میں تلاوت قرآن ۔ نظم خوانی ۔ تقاریر ۔ اڑیہ نظم اور دینی معلومات کے سوال و جواب نیز کھیلوں کے مقابلے کرائے گئے ۔ اوّل ۔ دوئم ۔ سوئم آنے والوں میں بعد نماز مغرب انعام تقسیم کئے گئے ۔ بعدہٗ بچوں کو کھانا کھلایا گیا ۔ اجتماع کے پروگرام بہتر بنانے کے لئے مکرم حاجی جبار الحق صاحب صدر محلہ محمود آباد ۔ مکرم ہمدم صاحب اور مکرم شیخ محمود احمد صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے خصوصی تعاون کیا ۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء ۔

(محمد رحمت اللہ معلم وقف جدید کیرنگ)

مجالس خدام الاحمدیہ حلقہ کوچین کا سالانہ اجتماع

مکرم بشیر احمد صاحب معتمد مجالس خدام الاحمدیہ حلقہ کوچین (کیرلہ) تحریر کرتے ہیں کہ :-

۱۵ر ۱۶ر اگست ۹۲ء بروز ہفتہ و اتوار حلقہ کوچین کی مجالس خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع کوچین مشن ہاؤس میں نہایت شاندار رنگ میں بہت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا ۔ (یہ حلقہ ایرناکلم ۔ کوچین ۔ پلّوروتی ۔ آتراپورم ۔ مواٹو پوژہ اور کاکی ناڈ کی مجالس پر مشتمل ہے) ان مجالس سے قریباً تمام خدام نے اجتماع میں شرکت کی ۔

۱۵ر اگست کو محترم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کی زیر صدارت تربیتی اجلاس منعقد ہوا ۔ جس میں محترم ڈاکٹر منصور احمد صاحب صوبائی امیر نے افتتاحی تقریر کی ۔ اجلاس کو مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب مقامی مبلغ ۔ مکرم مولوی محمود احمد صاحب مبلغ کرونا گپلی مکرم مولوی محمد علوی صاحب مبلغ ایرناکلم ۔ مکرم مولوی محمد یوسف صاحب ۔ مکرم عبد الرحمٰن صاحب کاکی ناڈو ۔ مکرم ٹی ۔ کے ۔ محمود صاحب صوبائی سیکرٹری تعلیم اور مکرم اے ۔ پی ۔ کنجامو صاحب صوبائی جنرل سیکرٹری اور صدر اجلاس نے مخاطب کر کے مختلف تربیتی اور علمی پہلوؤں پر روشنی ڈالی ۔

دوسرے دن دوسری نشست میں تلاوت قرآن مجید ۔ عربی اُردو اور ملایالم نظم خوانی ۔ تقریر ۔ قوت حافظہ ۔ پیغام رسانی وغیرہ نہایت دلچسپ اور علمی مقابلہ جات ہوئے ۔ ان مقابلہ جات میں کم و بیش تمام خدام نے شرکت کی ۔

اس کے بعد مکرم پی ۔ پی ۔ حسن کویا صاحب صوبائی قائد کی زیر صدارت اختتامی اجلاس ہوا ۔ اس میں محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے مقابلہ جات میں اوّل ۔ دوئم اور سوئم آنے والے خدام کو نہایت قیمتی انعامات دیئے ۔ یہ دو روزہ اجتماع نہایت خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوا ۔ اس موقعہ پر ایک بیعت بھی ہوئی ۔ دونوں روز خدام کے قیام و طعام کا بہترین انتظام کیا گیا تھا ۔

پروگرام دورہ جات نمائندگان وقف جدید

جملہ جماعت ہائے احمدیہ بھارت کے اُمراء ۔ صدر صاحبان ۔ سیکرٹریان مال وقف جدید اور مبلغین و معلمین کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سلسلہ کی ضروریات حقہ کے پیش نظر سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقف جدید کے وعدوں میں نمایاں اضافہ کی تلقین فرمائی ہے ۔ چنانچہ اضافہ وعدہ جات ۔ وصولی و بقایا چندہ وقف جدید کے سلسلہ میں دفتر ہذا کے درج ذیل نمائندگان دورہ پر روانہ ہو رہے ہیں ۔ ان سے ہر ممکن تعاون کی درخواست ہے ۔ متعلقہ جماعتوں کو بذریعہ خطوط بھی اطلاع دی جا رہی ہے ۔

(۱) ۔ مکرم چوہدری مظفر اقبال صاحب چیمہ نائب ناظم وقف جدید ۔
صوبہ جموں و کشمیر ۹۲-۱۰-۱۸ تا ۹۲-۱۲-۱۴

(۲) ۔ مکرم سید صباح الدین صاحب ۔ صوبہ بہار ۔ کلکتہ ۔ کرناٹک ۔ کیرلہ
۹۲-۱۰-۴ تا ۹۲-۱۲-۵

(۳) ۔ مکرم نصیر احمد صاحب خادم : صوبہ آندھرا ۔ اڑیسہ ۔ بنگال ۔ ۹۲-۱۰-۲ تا ۹۲-۱۲-۱۸

(۴) ۔ مکرم عبد القدوس صاحب : صوبہ یو ۔ پی ۔ راجستھان ۔ ۹۲-۱۰-۱ تا ۹۲-۱۱-۲۳

ناظم وقف جدید قادیان

افسوسناک سانحہ ارتحال

قادیان ۱۰ر اکتوبر ۔ آج دہلی سے بذریعہ فون اطلاع ملی ہے کہ مکرم و محترم محمد زاہد صاحب سونیجہ امیر جماعتہائے احمدیہ یو ۔ پی ۔ آف کانپور کل مورخہ ۹ر اکتوبر شام چار بجے دل کا حملہ ہونے سے کانپور میں وفات پا گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

موصوف بعارضہ انجائنا چند دنوں سے علیل تھے ۔ اور ہسپتال میں زیر علاج تھے ۔ موصوف ایک نیک ۔ متقی ۔ پرہیزگار اور دعا گو انسان تھے ۔ تبلیغ اور خدمت دین کا بے حد شوق رکھتے تھے ۔ انفاق فی سبیل اللہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے ۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے ، جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں اپنے مقام قرب سے نوازے ۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کا حافظ و ناصر ہو ۔ آمین ۔

ادارہ بدر سوگوار خاندان سے اظہار تعزیت کرتا ہے ۔ (ادارہ)

درخواست دعا

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان اپنی بیگم محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ کی آنکھوں کا معائنہ کرانے کے بعد حیدرآباد سے قادیان بخیریت تشریف لے آئے ہیں ۔ محترمہ موصوفہ کی بینائی تدریجاً بحال ہو رہی ہے ۔ کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے ۔

(ادارہ)

"جلاؤ آشیاں تم ....." بقیہ صفحہ (۱۳)

حرفِ آخر آج اگر پاکستان میں احمدیوں کے آشیانے جلائے جا رہے ہیں لیکن برحق و بابرکت اور ولولہ انگیز خلافتِ رابعہ کی قیادت و سیادت میں دُنیا کے ایک سو تیس ملکوں میں نئے آشیانے تعمیر کر دیئے گئے ہیں۔ لہذا اے پاکستان کے خوش نصیب احمدیو! دلگیر مت ہونا حضرت مُصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ

ہم سفر سنبھلے ہوئے آنا کہ رستہ ہے خراب
ہر قدم ڈھیلا نہ ہو، ہیں تیز رفتاروں میں ہُوں

قدم ڈھیلا مت ہونے دینا کیونکہ ہمارے پیارے امام عالی مقام نہایت تیز رفتار ہیں اور منزل بالکل قریب ہے بلکہ وہ دیکھو منزل کے نشاں جب سب ظُلم کے بادل چھٹ جائیں گے۔

اِنشاء اللہ العزیز۔

وہ پھول جو مُرجھا گئے بقیہ صفحہ (۱۲)

اس طور پر گرے کہ آپ کا دھڑ پلیٹ فارم پر اور ٹانگیں گاڑی کی طرف نیچے لٹک گئیں۔ پچھلے ڈبہ کے پائیدان کے ساتھ آپ کی ٹانگیں کٹ گئیں۔ ریل ٹھہر گئی۔ آپ کو لوگوں نے پکڑ کر ریلوے حکام کے سپرد کیا۔ آپ ہوش میں تھے۔ آپ نے بتایا کہ میری اہلیہ ریل میں سفر کر رہی ہیں۔ ان کو اُتار لیا جائے۔ لہذا آپ کی اہلیہ صاحبہ کو بھی ریل سے اُتار لیا گیا۔ مقامی ہسپتال میں مستری صاحب کی جان بچانے کی کوشش ہوتی رہی۔ خون زیادہ نکل چکا تھا۔ حیدر آباد کے احمدی احباب بھی پہنچ گئے اور انہوں نے بھی علاج میں ہر ممکن مدد دی۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی اور آپ نے شام پانچ بجے جانِ شیریں جان آفرین کے سپرد کر دی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی اہلیہ صاحبہ آپ کا جنازہ لے کر قادیان آئیں۔ اور مورخہ ۲۹/۸/۸۶ کو بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

مکرم مستری محمد حسین صاحب مرحوم کی پہلی بیوی سے پانچ بچے پیدا ہوئے۔ جن میں سے ایک لڑکا لطیف احمد خالد حین حیات ہیں۔ پانچویں بچے کی پیدائش کے موقعہ پر بخار ہو کر وفات پا گئیں۔ اہلیہ ثانی میں سے آپ کے پانچ لڑکے اور پانچ لڑکیاں آپ کی یادگار ہیں۔

قادیان میں قیام کے ایام میں آپ صدر انجمن احمدیہ کے تحت الیکٹریشن کی خدمت بھی بجا لاتے رہے۔ مسجد مبارک کے آہنی گیٹ کی مرمّت بھی متعدد مرتبہ آپ نے کی۔ اور اپنی چکّی آٹا کے کاروبار کے ساتھ ساتھ مینارۃ المسیح کی گھڑی کی دیکھ بھال اور ہفتہ وار اس کو چابی دینے کی خدمت بھی انجام دیتے رہے۔

مکرم مستری محمد حسین صاحب مرحوم نے مورخہ ۱۴/۸/۸۶ و ۱۵/۸/۸۶ کی درمیانی رات خواب میں دیکھا کہ :-

"ایک مکان میں جانا ہے۔ رستہ میں ڈبے بھونڈ لگے ہوئے ہیں۔ یہ اس قدر زیادہ ہیں کہ ادھر سے نکل کر جانا مشکل ہے۔ اتنے میں دیکھتا ہوں کہ عبدالرشید صاحب نیاز بھی وہاں آگئے ہیں۔ مَیں مکرم نیاز صاحب سے کہتا ہوں کہ ان پر مٹی کا تیل ڈالو تب یہ مریں گے۔ اور رستہ صاف ہو جائے گا۔ نیاز صاحب نے کہا کہ مٹی کا تیل مَیں لے آیا ہوں۔ وہ مٹی کا تیل ان کے اُوپر ڈال رہے ہیں۔ ان میں سے بہت سے بھونڈ مر گئے۔ مَیں نیاز صاحب سے کہتا ہوں رستہ صاف ہو گیا ہے۔ مَیں جاتا ہُوں۔ تب میری آنکھ کھُل گئی۔"

مستری صاحب کی اس خواب کے مطابق ہی اللہ تعالیٰ کا سلوک ہُوا۔ مکرم مستری صاحب کی وفات بھی قادیان سے باہر ہوئی اور کئی ایک مشکلات کے باوجود آپ کا جنازہ قادیان پہنچ کر بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ اور مکرم عبدالرشید صاحب نیاز کی وفات بھی قادیان سے باہر ہوئی۔ اور کئی ایک مشکلات کے باوجود آپ کا جنازہ بھی قادیان لایا گیا۔ اور مستری صاحب سے ۱۷ روز بعد آپ کی تدفین بھی بہشتی مقبرہ میں ہُوئی۔

مستری صاحب میرے بڑے اچھے دوست تھے۔ اور جب سے کہ ابتدائی طور پر ملاقات سے تعلقات شروع ہوئے تادمِ آخر اس میں بال نہیں آیا۔ بلکہ مضبوط ہوتے چلے گئے۔ مستری صاحب سے اگر کوئی پوچھتا کہ آپ کی عاملؔ صاحب سے کب کی دوستی ہے تو آپ کہتے

"ساڈیاں اودوں دیاں لگیاں
جدوں کُن فرمایا۔"

گویا ہماری دوستی اس وقت سے ہے جب اللہ تعالیٰ نے ہماری پیدائش کے لئے "کُن" کا حکم صادر فرمایا۔ ۲۴۵

تقریبِ شادی

مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۹۲ء بروز جمعۃ المبارک مکرم محترم عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن کی صاحبزادی عزیزہ مکرمہ عطیہ بشریٰ صاحبہ اور عزیز مکرم مودود احمد صاحب بھٹی ابن مکرم محترم رشید احمد صاحب بھٹی آف فلاڈلفیا امریکہ کی شادی کی تقریب لندن میں منعقد ہوئی۔ تقریب کا انعقاد مسجد فضل لندن کے احاطہ میں کیا گیا۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تشریف لانے پر تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآنِ مجید سے ہُوا جو محترم الحاج حِلمی الشافعی صاحب صدر جماعت احمدیہ مِصر نے کی۔ آپ نے انگریزی ترجمہ بھی پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم مرزا فضل الرحمٰن صاحب نے دعائیہ منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھا جو اس موقعہ کے لئے بطورِ خاص مکرم الحاج چوہدری شبّیر احمد صاحب وکیل المال ربوہ نے بھجوایا تھا۔ یہ کلام سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے دُعائیہ اشعار پر تضمین کے رنگ میں تھا۔ پہلا اور آخری بند دُرِّثمین سے لیا گیا تھا۔ ان اشعار کا انگریزی ترجمہ مکرم عطاء المجیب صاحب راشد کے نوعمر بیٹے عزیز عطاء المنعم صاحب نے پیش کیا اور حضور انور سے شاباش حاصل کی۔ بعد ازاں حضور انور نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دُعا کروائی۔ جس میں جملہ حاضرین نے شمولیت کی۔ تقریب میں احبابِ جماعت نے کثرت سے شمولیت فرمائی۔ دُعا کے بعد جملہ حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ حضور انور نے مستورات کے حصّہ میں تشریف لے جا کر از راہِ نوازش عزیزہ کے سر پر دستِ شفقت رکھا اور دُعاؤں سے رخصت فرمایا۔

۲۵ جولائی کو مکرم رشید احمد صاحب بھٹی نے محمود ہال لندن میں دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر عزّت افزائی فرمائی۔ اور جملہ حاضرین سمیت رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دِلی دُعاؤں سے نوازا۔

مزید تعارف کے طور پر یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ دولہا مکرم مودود احمد صاحب بھٹی حضرت قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی مرحوم کے پوتے اور حضرت قاضی محمد رشید صاحب مرحوم وکیل المال تحریک جدید کے نواسے ہیں۔ جبکہ دولہن مکرمہ عطیہ بشریٰ صاحبہ خادمِ احمدیت حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری مرحوم کی پوتی اور حضرت قاضی محمد رشید صاحب مرحوم کی نواسی ہیں۔

احبابِ جماعت سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے اِس رشتہ کو ہر لحاظ سے بہت بابرکت کرے۔ اور غیر معمولی فضلوں کا موجب بنائے۔ آمین ٭

چُناؤ اور شراب۔ بقیہ اداریہ (۲)

ترجمہ :- اللہ تمہیں یقیناً (اس بات کا) حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں اُن کے مستحقوں کے سپرد کرو۔ اور (یہ کہ) جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل سے فیصلہ کرو۔ اللہ جس بات کی تمہیں نصیحت کرتا ہے وہ یقیناً بہت (ہی) اچھی ہے۔ اللہ یقیناً بہت، سُننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔

(قریشی محمد فضل اللہ)

انتظامی امور اور ترسیلِ زر کے بارے میں مینیجر بدر سے اور مضامین کے بارے میں ایڈیٹر سے رابطہ کریں ـــ (اِدارہ)

۲۴۵ مَیں نے مضمون کو لمبا ہونے سے بچانے کے لئے بہت سے واقعات چھوڑ دیئے ہیں۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مستری صاحب کو اعلیٰ عِلّیّین میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے قُرب میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین ٭

چوتھی مجلسِ مُشاورت بھارت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال چوتھی مجلسِ مشاورت بھارت کا انعقاد ۲۹ دسمبر ۱۹۹۲ء کو قادیان میں ہوگا۔ اُمراء و صدر صاحبان سے گذارش ہے کہ

۱۔ قواعد کے مطابق نمائندگان کا انتخاب کر کے شوریٰ میں شرکت کے لئے بھجوائیں۔

۲۔ اِس شوریٰ کے لئے تجاویز مقامی جماعتوں کی منظوری کے بعد ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۲ء سے قبل سیکرٹری مجلسِ مشاورت کو بھجوا دیں۔ ۳۰ اکتوبر کے بعد ملنے والی تجاویز ایجنڈے میں شامل نہ ہو سکیں گی۔

مجلسِ شوریٰ میں تجاویز بھجوانے کے سلسلے میں اعلیٰ راہنمائی فرماتے ہوئے سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ سال مجلسِ مشاورت بھارت منعقدہ ۲۹ دسمبر ۱۹۹۱ء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:۔

"دستور یہ ہے کہ شوریٰ کے لئے تجاویز شوریٰ کی تاریخوں سے بہت پہلے طلب کی جاتی ہیں اور جماعتوں سے۔ توقع کی جاتی ہے کہ صرف وہ ہر موصول شدہ تجویز کو آگے نہ بڑھائیں بلکہ مقامی طور پر پہلے غور کریں۔ اور غور کر کے اگر جماعت کے کسی فرد کی طرف سے آئی ہوئی تجویز کو اپنانا چاہے تو اپنا کر پھر جماعت کی طرف سے وہ تجویز مرکز کو بھجوائی جائے۔ پھر اگلی سطح پر مرکز میں صدر انجمن یا تحریکِ جدید جس کا بھی اس سے تعلق ہو وہ غور کرتے ہیں۔ اور یہ دیکھتے ہیں کہ تجویز بنیادی طور پر یہ اہلیت رکھتی ہے کہ نہیں کہ اسے شوریٰ میں پیش کیا جائے۔ وہاں سے اگر منظور ہو جائے تو پھر آگے شوریٰ میں پیش ہوتی ہے ...... اگر شوریٰ کی تجاویز وقت پر موصول نہ ہوں تو بعد میں آنے والی تجاویز کو رد کر دیا جائے گا۔ اگر کوئی تجویز نہ آئے تو بیشک شوریٰ منعقد نہ ہو۔ لیکن مجھے اطلاع کی جائے کہ کیوں ایسا واقعہ ہوا ہے۔ اگر شوریٰ منعقد کرنی ہے تو اپنی تمام مقدس روایات کے ساتھ، اُن کا پورا احترام کرتے ہوئے منعقد کی جائے۔"

عُہدیدارانِ جماعت سے گذارش کی جاتی ہے کہ حضور انور کے اِن ارشادات کو ملحوظ رکھتے ہوئے مجلسِ مشاورت کے لئے اپنی تجاویز ۳۰ اکتوبر ۹۲ء تک خاکسار کو بھجوا کر ممنون فرمادیں۔

(سیکرٹری مجلسِ مشاورت بھارت)

رُوحانی خزائن کے سیٹ کے خواہشمند متوجّہ ہوں!

سیّدنا حضرت مسیح موعُود علیہ السّلام کی معرکۃ الآراء تصانیف۔ ملفوظات اور مکتوبات و مجموعۂ اشتہارات پر مشتمل ۳۶ جلدیں اور تفسیر کبیر کی دس جلدیں ایک ایسا رُوحانی خزانہ ہے جس کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے ــــ!

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہندوستان کی جماعتوں سے معلوم کیا جائے کہ کتنے احباب رُوحانی خزائن کا سیٹ خریدنے کے خواہشمند ہیں۔ حضور انور کی منشاء ہے کہ اس کو ہندوستان ہی میں طبع کروا کر خواہشمند احباب کو مُہیّا کر دیا جائے۔

احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے درخواست ہے کہ وہ اپنا مطالبہ اپنے امیر / صدر صاحب جماعت کو نوٹ کروادیں تاکہ اُمراء و صدر صاحبان مجموعی طور پر اپنی جماعت کا آرڈر ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کو بھجوا سکیں۔ کیونکہ کُل مطلوبہ تعداد کو ملحوظ رکھ کر اس کی طباعت کا تخمینۂ اخراجات جلد حضور انور کی خدمت میں پیش کیا جانا ہے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
پروپرائیٹرز:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
PHONE:- 04524 - 649.

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے (ترمذی)
C.K.ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES.
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339.
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS, EXPORTERS, IMPORTERS.
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP.
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES.
AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS: 4378/4 B. MURARI LAL LANE. ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282643.
FAX:- 91-11-3755121, SHELKA NEW DELHI

SUPER INTERNATIONAL
PHONES:-
OFF. 6378622
RESI. 6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCEITY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD,
(ANDHERI EAST) BOMBAY-400099.

ارشادِ نبوی
اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ
(اپنی اولاد کی عزت کرو)
ــــ(منجانب)ــــ
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶- مینگولین کلکتہ-۷۰۰۰۰۱

ہماری علی ذات ہمارے خدا ہیں ہیں
ــــ(کشتی نوح)ــــ
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز پر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے
NTR
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA-700015.

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
ــــ(پیشکش)ــــ
بانی پولیمرز- کلکتہ-۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز:-
43-4028-5137-5206
YUBA
QUALITY FOOT WEAR